قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 7/ جولائی 2022ء | 7/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 7/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:137

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٢﴾

(الانفال: 62)

ترجمہ: اور اگر وہ صلح کے لئے جُھک جائیں تو تُو بھی اُس کے لئے جُھک جا اور اللہ پر توکل کر۔ یقیناً وہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

روزمرہ کے معاملات میں بھی توکل کی کمی بہت سی برائیوں میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔مثلاً غلط بیانی ہے، جھوٹ ہے، جو انسان بعض دفعہ اپنے آپ کو کسی سزا سے بچانے کے لئے بول لیتا ہے۔ یا افسر کی ناراضگی سے بچنے کے لئے غلط بیانی سے یا جھوٹ سے کام لیتا ہے اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو مَیں نے عدالت کو یا افسر کو ایسا چکر دیا اور اپنے حق میں فیصلہ کروالیا۔ اور اس کے علاوہ پھر افسروں کی خوشامد ہے۔ یہ اس قدر گر کر ناجائز حد تک جی حضوری کی عادت پیدا ہو جاتی ہے کہ دوسروں کو دیکھ کر بھی اس سے کراہت آ رہی ہوتی ہے کہ اس نے اپنے افسر کو خدا بنالیا ہے۔ اپنا رازق ایسے لوگ اپنے افسروں کو ہی سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ذرا سا بھی توکل نہیں ہوتا۔ اس پر یقین ہی نہیں ہوتا اور پھر آہستہ آہستہ ایسے لوگ بندے کو بھی خدا کا درجہ دے دیتے ہیں۔ تو دیکھیں غیر محسوس طریقے سے جھوٹ اور جھوٹی خوشامد شرک کی طرف لے جاتی ہے اور پھر اس طرف دھیان ہی نہیں جاتا کہ وہ سمیع و علیم خدا بھی ہے جو میرے حالات بھی جانتا ہے، جس کے آگے مَیں جھکوں، اپنی تکالیف بیان کروں، اپنے معاملات پیش کروں۔ تو وہ دعاؤں کو سننے والا ہے، وہی میری مدد کرے گا، اور مشکلات سے نکالے گا اور نکالنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اسی پر مَیں توکل کرتا ہوں۔ تو یہ باتیں پھر جھوٹوں اور خوشامدیوں کے دماغوں میں کبھی آ ہی نہیں سکتیں۔ پس ہر احمدی کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور اس طریق پر چلنا چاہئے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائے اور جن کو اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عمل سے ہمارے سامنے رکھا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 15 اگست 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا میں نے اپنا سر اٹھا کر نظر کی تو میں نے تعاقب کرنے والوں کے پاؤں دیکھے اس پر میں نے رسول کریمؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی نظر نیچی کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ اے ابو بکر! خاموش ہو جاؤ۔ ہم دو ہیں تو ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

(بخاری کتاب المناقب باب ہجرۃ النبیؐ حدیث نمبر 3922)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

’’دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں‘‘

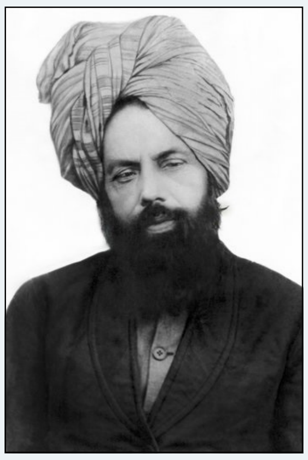

ایک دفعہ ہمیں اتفاقاً پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی حالت گزرتی ہے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا سو جب ہم صبح کے وقت سیر کے واسطے گئے تو اس ضرورت کے خیال نے ہم کو یہ جوش دیا کہ اس جنگل میں دعا کریں۔ پس ہم نے ایک پوشیدہ جگہ میں جا کر اس نہر کے کنارہ پر دعا کی جو قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر بٹالہ کی طرف واقع ہے۔ جب ہم دعا کر چکے تو دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے: **’’دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں‘‘**۔ تب ہم خوش ہو کر قادیان کی طرف واپس آئے اور بازار کا رخ کیا تا کہ ڈاکخانہ سے دریافت کریں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہمیں ایک خط ملا جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً وہ روپیہ اسی دن یا دوسرے دن ہمیں مل گیا۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 612)

• توکل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہوسکتا ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گزرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی۔ ہندوستان میں قطب الدینؒ اور معین الدینؒ خدا کے اولیاء گزرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 248-249)

اس شمارہ میں

● میری آنکھیں ہر پل نور کے حالے بُنتی رہتی ہیں (منظوم)
● باغ احمدیت کو سیراب کرنے میں پانی کی حکمت و فلسفہ
● اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
● واقعات حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ
● حضرت ملک سلطان علی ذیلدارؓ کا تعارف
● مساجد کی اہمیت اور امریکہ کی چند مساجد کا مختصر تعارف
● آؤ! اُردو سیکھیں
● زلزلے کیسے آتے ہیں

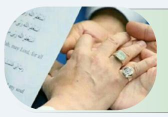

دربارِ خلافت

یہ ہے فیصلے نپٹانے کا طریقہ اور یہ ہے تقویٰ کا وہ معیار جو ایک مومن میں ہونا چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمارے قضاء میں بھی جب خلع اور طلاق کے معاملات آتے ہیں تو بعض میں خود بھی دیکھتا ہوں کہ انصاف پر مبنی اور حقائق پر مبنی نہ بیان دیئے جاتے ہیں، نہ ہی گواہان اپنی گواہیاں دیتے ہیں۔ اسی طرح لین دین کے معاملات ہیں، ان میں بھی بعض لوگ عارضی اور ذاتی فائدے کے لئے تقویٰ سے دُور ہٹ کر آگ کا گولہ لے رہے ہوتے ہیں۔ یہ آگ کا گولہ لینے والی جو حدیث ہے اس میں بھی دو بھائیوں کی جائیداد کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یہی فرمایا کہ اگر کوئی چرب زبان ہے تو میرے سے فیصلہ کروالے گا۔ لیکن یہ آگ کا گولہ ہے جو میں تمہیں دوں گا۔ اور قیامت کے دن یہی پھندا بنے گا۔ اس پر دونوں بھائیوں نے چیخ ماری اور رونا شروع کر دیا اور یہ کہا کہ ہم کچھ نہیں لیتے۔ اپنا حق چھوڑتے ہیں اور دوسرے کو دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حق چھوڑنا بھی غلط ہے۔ تم لوگوں کا حق ہے تو ضرور لو اور اگر فیصلہ نہیں کر رہے، کوئی ایسے کاغذات نہیں ہیں جو ثبوت ہوں، کوئی گواہیاں ایسی نہیں جو ثبوت کے طور پر پیش ہوسکیں تو قرعہ اندازی کرلو، جو جس کے حصہ میں آئے وہ اُس پر راضی ہو جائے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 642-643 حدیث اُمّ سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر 27253 عالم الکتب بیروت 1998ء)۔ تو یہ ہے فیصلے نپٹانے کا طریقہ۔ اور یہ ہے تقویٰ کا وہ معیار جو ایک مومن میں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے اور عقل دے جو انصاف کرنے میں روک بن رہے ہوتے ہیں۔ اگر گھریلو سطح پر بھی اور کاروباری معاملات میں بھی سچائی پر مبنی گواہیاں ہوں، عدل قائم کرنے کے لئے گواہیاں ہوں تو ہمارا معاشرہ جنت کا نمونہ اس دنیا میں بھی پیش کرسکتا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا، قرآنِ کریم میں عدل کے بارے میں بھی تفصیلی احکامات ہیں۔ اس بارے میں ایک دو اور آیات مَیں پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ نساء میں ہی فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ﴿۵۹﴾ (النساء:59) کہ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں اُن کے حق داروں کے سپرد کیا کرو۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں پہلی بات تو امانتوں کو حق داروں کے سپرد کرنے کی بیان فرمائی۔ اس بارے میں کچھ عرصہ پہلے مَیں ایک تفصیلی خطبہ دے چکا ہوں کہ یہ سال عہدیداران کے انتخاب کا سال ہے۔ اس لئے ذاتی خواہشات کو سامنے رکھتے ہوئے نہیں، خاندانی تعلقات کو سامنے رکھتے ہوئے نہیں، بلکہ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے، امانت کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی نظر میں ایسے عہدیدار منتخب کریں جو اپنے کام سے انصاف کرسکیں۔ بہرحال انتخاب تو ہو گئے۔ بعض جگہ خود منتخب کرنے والوں نے اپنی نظر میں بہتر عہدے داران منتخب کئے۔ بعض جگہ میں نے خود بعض تبدیلیاں کیں یا مشورے دینے والوں کے مشورے نہیں مانے اور اگر کوئی اچھا کام کر رہا تھا تو اُسی کو رہنے دیا۔ ہر ایک کام کرنے کا ایک لیول ہے۔ جب اس تک کوئی انسان پہنچ جاتا ہے، اُس کی صلاحیتیں پہنچ جاتی ہیں تو پھر مزید اُس شعبہ میں ترقی نہیں ہوتی اور ہوسکتا ہے کہ وہی شخص جو ایک جگہ زیادہ بہتر کام نہ کر رہا ہو، دوسری جگہ بہتر کام کر دے۔ اس لئے بھی بعض تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بعض تبدیلیاں ناراضگی کی وجہ سے کی گئی ہیں۔ ناراضگی سے زیادہ جماعتی مفاد کو دیکھا گیا ہے۔ جہاں میں نے سمجھا کہ جماعتی مفاد اس میں ہے کہ تبدیلیاں کی جائیں، وہاں انصاف کا تقاضا یہی تھا کہ ایسے شعبوں میں تبدیلیاں کی جائیں۔ دلوں کا حال تو خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ ہم تو مشورے اور فیصلے ظاہری حالت کے مطابق ہی کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ لیکن بعض مقامی جماعتوں میں، بعض ممالک میں ابھی بھی ذاتی پسند اور قرابت داری کو ترجیح دیتے ہوئے عہدیدار منتخب کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو عقل دے اور اُن پر بھی رحم فرمائے جو ذاتی ترجیحات کو انصاف پر مقدم سمجھتے ہیں۔ بہرحال یہ انتخاب تو ہو گئے، اب جو عہدیدار منتخب ہوئے ہیں اُن کا فرض بنتا ہے کہ اپنی کمزوریوں کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے اُس سے مغفرت اور مدد کے طالب ہوں اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔

عہدہ بھی ایک خدمت ہے، اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے، ایک انعام ہے۔ اُس کی قدر کرنی چاہئے۔ احبابِ جماعت سے سلوک میں، اُن کے معاملات کو حل کرنے میں، اُن کی تربیت پر توجہ دینے میں جماعت کے مقاصد کے حصول کے لئے پروگرام بنانے میں، ان سب باتوں میں انصاف سے کام لیں اور محنت کریں۔ محنت سے کام کرنے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ (النساء:59)۔ کہ انصاف سے حکومت کرو، اس کے تقاضے تبھی پورے ہوں گے جب اپنی تمام تر استعدادوں اور صلاحیتوں کے ساتھ دین کی خدمت کا جو کام ملا ہے، اُسے سرانجام دیں گے۔ اس میں ہر عہدیدار شامل ہے۔ مقامی سطح پر بھی اور نیشنل لیول پر بھی ان باتوں کا اُسے خیال کرنا چاہئے۔ جماعت کا مفاد ہر ذاتی مفاد سے بالا ہونا چاہئے، اُس پر حاوی ہونا چاہئے، ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گہری نظر رکھتا ہے۔ ہمارے ایک ایک پل کا جو بھی عمل ہے اُس کے علم میں ہے اور وہ شمار ہو رہا ہے۔ پس خدمتِ دین کا جو موقع ملا ہے اُسے فضلِ الٰہی سمجھ کر بجالانے کی کوشش اب ہر منتخب یا مقرر کئے جانے والے عہدیدار کو کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو دنیاوی حاکموں سے بھی پوچھے گا اور حساب لے گا اور جو خدا تعالیٰ کے نام پر کسی کام کے لئے مقرر کئے جائیں اگر وہ اپنی امانتوں کے حق ادا نہیں کر رہے اور انصاف کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھائیں گے تو دنیاداروں سے بڑھ کر پوچھے جائیں گے۔ پس ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ استغفار کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے، عاجزی دکھاتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام عہدیداروں کو، تمام خدمت کرنے والوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 9/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

میری آنکھیں ہر پل نور کے حالے بُنتی رہتی ہیں

میری آنکھیں ہر پل نور کے حالے بُنتی رہتی ہیں
ہونٹوں کے پربت سے تیرے ذکر کی ندیاں بہتی ہیں

دل کُٹیا میں اِک تیرے ہی نام کی شمع جلتی ہے
ایک پجارن شب بھر اس میں تیری پوجا کرتی ہے

تُو غفار ہے مولیٰ سائیں، الرحمٰن، رحیم بھی تُو
میں کیا ہوں بس خاک ہوں مولیٰ! تو ستار، عظیم بھی تو

دن بھی تیرا، رات بھی تیری، نقش بھی تو، نقاش بھی تو
کھل کھلیان بھی تیری چھایا، دھرتی تو، آکاش بھی تو

جنگل جنگل، صحرا صحرا، بستی بستی دیکھ لیا
تیری ہستی کا جلوہ ہے، ہستی ہستی دیکھ لیا

تو میرا سانول ہے سائیں! تو ہی ہے لجپال مرا
تجھ سے میرا کیا پردہ، تو سب جانے ہے حال مرا

جواد جاذل

اداریہ

باغِ احمدیت کو سیراب کرنے میں پانی کی حکمت وفلسفہ

باغ، باغیچہ، درخت اور پودا پر خاکسار مختلف انداز میں اپنے قلم سے زور آزمائی کر چکا ہے۔ جو الفضل آن لائن میں گاہے بگاہے ہدیہ قارئین کئے جاتے رہے۔ ابھی حال ہی میں مطالعہ ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دوران مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ پانی کا جوڑ بھی پڑھنے کو ملا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض مقامات پر جماعت کو باغ اور افراد جماعت کو درخت قرار دیا ہے۔ جن کے لئے پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ پانی دو طرح کا ہوتا ہے ایک صاف پانی اور دوسرا گدلا پانی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اقوال زریں میں دونوں اقسام کے پانیوں کا نہایت عمدگی کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ ایک جگہ پر صاف پانی کو اعمال صالحہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جب تک افراد جماعت اپنے اعمال صالحہ کے صاف اور شفاف پانی سے اپنے آپ کو (درخت) کو سیراب رکھیں گے یہ ہرا بھرا رہے گا اور خوشنما لگے گا۔ اور دوسرے مقام پر درخت کی نشو ونما اور بڑھوتری کے لئے گدلے پانی کا ہونا بھی ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ غیروں کی مخالفت ہے جو جماعت احمدیہ کے باغ میں لگے پودوں کو سرسبز و شاداب رکھتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اسے روڑی (کھاد) کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اعمال صالحہ کو آبپاشی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

دوسرا حصہ یہ ہے کہ انسان صرف عقائد سے ہی نجات نہیں پاتا۔ بلکہ اس کے ساتھ اعمال صالحہ کا ہونا بھی ضروری ہے۔ خدا نے اس بات پر ہی کفایت نہیں کی کہ انسان کے لئے صرف لا الہ الا اللّٰہ منہ سے کہہ دینا ہی کافی ہو ورنہ قرآن شریف اس قدر ضخیم کتاب نہ ہوتی ایک فقرہ ہی ہوتا۔ عقائد کی مثال ایک باغ کی ہے جس کے بہت عمدہ پھل اور پھول ہوں اور اعمال صالحہ وہ مصفّی پانی ہے جس کے ذریعہ سے اس باغ کا قیام اور نشوونما ہوتا ہے۔ ایک باغ خواہ کتنا ہی اعلیٰ درجہ کا کیوں نہ ہو لیکن اس کی آبپاشی اگر عمدہ نہ ہو تو آخر خراب ہو جاوے گا۔ اسی طرح اگر عقیدہ کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو لیکن عمل صالح اگر اس کے ساتھ نہ ہوگا تو شیطان آ کر تباہ کر دیگا۔۔۔۔ پس جو شخص ایمان کو قائم رکھنا چاہتا ہے وہ اعمال صالحہ میں ترقی کرے۔ یہ رُوحانی امور ہیں اور اعمال کا اثر عقائد پر پڑتا ہے جن لوگوں نے بدکاری وغیرہ اختیار کی ہے ان کو دیکھو تو آخر معلوم ہو گا کہ اُن کا خدا پر ایمان نہیں ہے۔ حدیث شریف میں اسی لئے ہے کہ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ اس کی بد اعمالی نے اُس کے سچے اور صحیح عقیدہ پر اثر ڈال کر اُسے ضائع کر دیا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اعمالِ صالحہ کثرت سے بجالاوے۔ اگر اس کی بھی یہی حالت رہی جیسے اوروں کی تو پھر امتیاز کیا ہوا؟ اور خدا تعالیٰ کو ان کی رعایت اور حفاظت کی کیا ضرورت؟ خدا تعالیٰ اسی وقت رعایت کرے گا جب تقویٰ، طہارت اور سچی اطاعت سے اُسے خوش کرو گے۔ یاد رکھو کہ اس کا کسی سے کچھ رشتہ نہیں ہے۔ محض لاف اور یاوہ گوئی کی بات نہیں بنا کرتی۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 365-367 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مستورات سے ایک خطاب کے دوران کلمہ طیبہ کی پُرمعارف تشریح وتفسیر کے دوران احمدی خواتین کو اپنے اعمال صالحہ سے درخت اور باغ کو آبپاشی کرنے کی نصیحت یوں فرمائی:۔

پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کلمہ تو تمہیں پڑھا دیا گیا ہے اب اس کو طیّبہ بنانا تمہارے اختیار میں ہے۔ لوگ بڑے بڑے نام رکھتے ہیں لیکن نام سے کچھ نہیں بنتا اسی طرح صرف کلمہ پڑھنے سے عزت نہیں ملتی بلکہ طیّبہ سے ملتی ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں مل جائیں تو پھر مومن جنّت کا درخت بن جاتا ہے۔ پس جب تک تم کلمہ طیّبہ نہ بنو گی جنّت کا درخت نہیں بن سکو گی۔ قرآن کریم نے تمہارے سامنے ایک موٹی مثال درخت کی پیش کی ہے۔ وہ تم کو چاند یا سورج کی طرف نہیں لے گیا، اس نے سکندر یا ارسطو کی کوئی مثال پیش نہیں کی، اس نے الجبرا کا کوئی سوال نہیں ڈالا، اس نے تم کو کسی امارت کے گنبدوں کی طرف نہیں لے جانا چاہا بلکہ خدا نے وہ بات کہی ہے جو تم میں سے ہر ایک نے دیکھی اور جس کو بچہ بچہ جانتا ہے۔ خدا نے کہا ہے کہ ہم تم کو پہاڑ اور دریا کی طرف نہیں لے جاتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ کبھی تم نے درخت کو دیکھا ہے یا نہیں۔ جس طرح درخت کو پانی دیا جاتا ہے اُسی طرح تم اپنے اعمال کو عمل کا پانی دو۔ اپنے اندر اچھی باتیں پیدا کرو۔ جب تم ایسا کرو گی تو تم جنّت کا درخت بن جاؤ گی۔ پھر جس طرح اچھے درخت پر اچھی شکل اور اچھی خوشبو کے لذیذ اور شیریں پھل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح تم اپنے ایمان کو خوش شکل، خوشبودار، لذیذ اور شیریں بناؤ۔ جب تم ایسا درخت بن جاؤ گی تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے تم جہاں بھی ہو گی وہاں سے اٹھا کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی جنّت میں لے جائیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہے گا کہ ان درختوں کے بغیر میرا باغ مکمل نہیں ہو سکتا۔

لوگ اپنے باغوں کو سجانے کے لئے دور دور سے درخت منگواتے ہیں تا کہ ان کا باغ خوبصورت معلوم ہو۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فرشتے ہر جگہ کے نیک لوگوں کو جنّت میں لائیں گے تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے باغ میں فلاں درخت نہیں۔

یہ کیا ہی اچھا سودا ہے جو مومن اپنے ربّ سے کرتا ہے مگر افسوس کہ لوگوں کو اس سودے کی طرف بہت کم توجہ ہے۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول حصہ اول صفحہ 353-354)

درخت کو مصفّی پانی دینے کے مقابل پر کھاد اور گدلے پانی سے آبپاشی کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ کے آگے کسی کا نابود کرنا کچھ مشکل نہیں۔ لیکن جس کی طاقتیں بڑی ہوتی ہیں اس کا حوصلہ بھی بڑا ہوتا ہے۔ لیکن ایسے آدمیوں کا وجود بھی ضروری ہے۔ اعداء کا وجود انبیاء کے واسطے بہت مفید ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے جو تیس سیپارے ہیں۔ اس کے اکثر حصہ نزُول کا سبب اعداء ہی ہوئے۔ اگر سب ابوبکر کی طرح آمنّا وصدقنا کہنے والے ہوتے تو چند آیتوں پر سلسلہ ختم ہو جاتا۔ درخت کے واسطے جیسے صاف پانی کی ضرورت ہے ویسے ہی کچھ کھاد کے لئے گندگی کی بھی ضرورت ہے۔ بہت سی آسانی سرگرمی انہی لوگوں کی شرارتوں پر منحصر ہے۔ کوئی بھی نبی نہیں جس کے اعداء نہیں ہوئے۔ نبی کے نفس کے واسطے یہ امر بہتر ہے کیونکہ اس طرح اس کی توجہ بڑھتی ہے اور معجزات تائید ونصرت زیادہ ہوتے ہیں اور جماعت کے واسطے بھی مفید ہے کہ وہ پکے ہو جاتے ہیں۔ خدا کو دیر نہیں لگتی کہ لاکھوں کروڑوں کو ایک آن میں تباہ کر دے لیکن ضرورت کے سبب مخالفین کا وجود قائم رکھا جاتا ہے۔ جس شہر میں خاموشی سی ہو اس جگہ جماعت ترقی نہیں پکڑتی۔ خدا کی حکمتوں کو ہر ایک شخص نہیں پہچان سکتا۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 368-369)

ہم پاکستان میں عموماً یہ دیکھا کرتے تھے کہ زراعت کرتے وقت کسان بائیو کھاد اور گوبر کھاد الگ الگ ڈالتے ہیں۔ اور جو کھیت یا کیاریاں ڈیروں سے ملحقہ ہوتی ہیں، ان میں گھروں کی ملحقہ گندی نالیوں کا پانی اور فضلہ وغیرہ براہ راست ان ملحقہ کیاریوں میں جاتا ہے۔ تو وہ کیاریاں دوسرے کھیتوں سے زیادہ فصل دیتی ہیں۔ پاکستان کے بعض حصوں میں گدلے پانی سے سبزیاں اگائی جاتی ہیں جو جلد جلد بڑھتی اور مارکیٹ میں آنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔ بعینہ روحانی معنوں میں جن جماعتوں کی مخالفت ہوتی ہے وہ جماعتیں بڑھتی، پھیلتی اور پنپتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

کوئی درخت اتنی جلدی پھل نہیں لاتا جس قدر جلدی ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ یہ خدا کا فعل ہے اور عجیب۔ یہ خدا کا نشان اور اعجاز ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 176 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

’’ایک آبپاشی اور تخم ریزی تو کسان کرتا ہے اور ایک خود خدا کرتا ہے۔ ہم اور ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی تخم ریزی اور آبپاشی سے ہیں۔ خدا کے لگائے ہوئے پودا کو کون اُکھاڑ سکتا ہے۔‘‘

(البدر 21 نومبر 1902ء از ملفوظات جلد 4 صفحہ 186)

حضرت مسیح موعودؑ نے اسی مضمون کو جلسہ سالانہ 26 دسمبر 1905ء کی تقریر میں جماعت سے خطاب کے عنوان کے تحت یوں بیان فرمایا۔

میں جانتا ہوں کہ ہماری جماعت ایک درخت کی طرح ہے وہ اصلی پھل جو شیریں ہوتا اور لذّت بخشتا ہے نہیں آیا۔ جیسے درخت کو پہلے پھول اور پتّے نکلتے ہیں۔ پھر اس کو پھل لگتا ہے جو سنیر و پھل کہلاتا ہے وہ گر جاتا ہے۔ پھر ایک اور پھل آتا ہے۔ اس میں سے کچھ جانور کھا جاتے ہیں اور کچھ تیز آندھیوں سے گر جاتے ہیں۔ آخر جو بچ رہتے ہیں اور آخر تک پک کر کھانے کے قابل ہوتے ہیں وہ تھوڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں دیکھتا ہوں کہ یہ جماعت تو ابھی بہت ہی ابتدائی حالت میں ہے اور پتّے بھی نہیں نکلے چہ جائیکہ ہم آج ہی پھل کھائیں۔ ابھی تو سبزہ ہی نکلا ہے جس کو ایک کُتّا بھی پامال کر سکتا ہے۔ ایسی حالت میں حفاظت کی کس قدر ضرورت ہے؟ پس تم استقامت اور اپنے نمونے سے اس درخت کی حفاظت کرو۔ کیونکہ تم میں سے ہر ایک اس درخت کی شاخ ہے اور وہ درخت اسلام کا شجر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس شجر کی حفاظت کی جاوے۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 322-323 ایڈیشن 1984ء)

اور آئندہ کے لئے اس درخت کی مضبوطی کے حوالہ سے اپنی ایک خواب کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

’’مدّت کی بات ہے مَیں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ مَیں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور باغ کی طرف جاتا ہوں اور میں اکیلا ہوں۔ سامنے سے ایک لشکر نکلا جس کا یہ ارادہ ہے کہ ہمارے باغ کو کاٹ دیں۔ مجھ پر اُن کا کوئی خوف طاری نہیں ہوا اور میرے دل میں یہ یقین ہے کہ مَیں اکیلا ان سب کے واسطے کافی ہوں۔ وہ لوگ اندر باغ میں چلے گئے اور ان کے پیچھے مَیں بھی چلا گیا۔ جب میں اندر گیا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سب کے سب مرے پڑے ہیں اور اُن کے سر اور ہاتھ اور پاؤں کاٹے ہوئے ہیں اور اُن کی کھالیں اُتری ہوئی ہیں۔ تب خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ دیکھ کر مجھ پر رقّت طاری ہوئی اور میں رو پڑا کہ کس کا مقدور ہے کہ ایسا کر سکے۔

فرمایا۔ اس لشکر سے ایسے ہی آدمی مراد ہیں جو جماعت کو مُرتد کرنا چاہتے ہیں اور اُن کے عقیدوں کو بگاڑنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت کے باغ کے درختوں کو کاٹ ڈالیں۔ خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کے ساتھ اُن کو ناکام کرے گا اور اُن کی تمام کوششوں کو نیست و نابُود کر دے گا۔‘‘ ان شاء اللہ

(تذکرہ صفحہ 185)

(ابوسعید)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت ملک سلطان علی ذیلدارؓ

کھوکھر غربی ضلع گجرات

حضرت ملک سلطان علی صاحبؓ ولد ملک احمد خان صاحب موضع کھوکھر غربی ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ قریبًا 1875ء میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے گاؤں میں نمبردار تھے بعد میں ذیلدار بنے۔ آپ حضرت ملک برکت علی صاحب رضی اللہ عنہ (والد محترم ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب) کے رشتہ داروں میں سے تھے۔ 1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ قادیان حاضر ہونے کی روداد بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’ہم قادیان گئے۔ میرے ماموں ملک برکت علی صاحب امیر جماعت گجرات بھی ساتھ تھے، محمد خان ساکن دیہہ بھی ساتھ تھے۔ وہاں سے حضورؑ اور ہم سیر کے لیے نکلے۔ جہاں آج کل ہائی سکول ہے وہاں جاکر حضورؑ نے بتلایا کہ .....اس جگہ سکول ہوگا، اس جگہ مسجد ہوگی۔ پھر بڑ کے درخت کے نیچے آکر فرمایا ابھی مجھے چلتے چلتے ہوئے الہام ہوا ہے (مجھے وہ الہام یاد نہیں) ہم نے ایک کمبل نیچے بچھادیا اور باقی دوستوں نے حلقہ بنا لیا۔‘‘

(الحکم 14/ جولائی 1935ء صفحہ 3)

مورخہ 7/ مارچ 1907ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ’’پچیس دن یا یہ کہ پچیس دن تک۔‘‘ یہ الہام اخبار بدر مورخہ 14/ مارچ 1907ء میں چھپا اور پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ 31/ مارچ کو قریبًا 3 بجے دوپہر شہاب ثاقب ٹوٹا جو ملک کے طول وعرض میں دیکھا گیا۔ حضرت اقدسؑ نے اپنے اس الہام اور نشان کا ذکر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کیا ہے اور ساتھ ہی حضورؑ نے بعض صحابہ کے خطوط بھی بطور تصدیق درج کیے ہیں جنہوں نے یہ نشان اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپؓ بھی ایسے مصدق صحابہ میں شامل تھے چنانچہ آپ نے اس نشان کے پورا ہونے کی گواہی دیتے ہوئے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں مبارک باد کا عریضہ لکھا جو کتاب حقیقۃ الوحی میں یوں درج ہے:

’’(23) یکم اپریل 1907ء۔ سلطان علی نمبردار۔ کھوکھر ضلع گجرات۔ 31/ مارچ کو نہایت ہولناک نظارہ آگ کا آسمان پر دیکھا گیا، سبحان اللہ کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 530)

آپ اپنے علاقے میں جماعت کے روح رواں تھے۔ محترم ناظر صاحب مال قادیان 1929ء کی ایک رپورٹ میں کھوکھر غربی جماعت کے متعلق لکھتے ہیں: ’’چوہدری میاں خان صاحب سیکرٹری مال اور چوہدری سلطان علی صاحب ذیلدار اپنی جماعت میں توجہ سے کام کرتے ہیں۔‘‘

(الفضل 21/ جنوری 1930ء صفحہ 30)

آپ مضبوط جسم اور اچھی صحت رکھنے والے تھے لیکن آخری عمر میں دل کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے اور مورخہ 13/ نومبر 1960ء بروز اتوار قریبًا 85 سال کی عمر میں سول ہسپتال گجرات میں وفات پائی۔ آپ کی وفات پر مکرم محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال کھوکھر غربی نے لکھا: ’’مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ نیک، راست باز اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں شامل تھے اور احمدیت کے بڑے شیدائی تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ ثانی کے ساتھ والہانہ محبت تھی اور آپ کے ذریعہ ہی کھوکھر غربی میں احمدیت کا پودا لگا تھا اور آپ ساری عمر اسی پودے کی آب پاشی میں کوشاں رہے۔ اپنے پیچھے چھ لڑکے اور چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں.... مرحوم اپنے علاقے میں نہایت بارسوخ اور بااخلاق انسان مشہور تھے۔‘‘

(الفضل 24/ نومبر 1960ء صفحہ 6)

آپ کے والد محترم ملک احمد خان صاحب نے 3/ اگست 1947ء کو قریبًا 120 سال وفات پائی۔ (الفضل 14/ اگست 1947ء صفحہ 2) اسی طرح آپ کی والدہ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ نے 1948-49ء میں وفات پائی، اپنے گاؤں میں ہی مدفون ہوئیں لیکن بوجہ موصیہ ہونے کے یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں لگا ہوا ہے۔

نوٹ: آپ کی تصویر مکرم ملک فرید احمد صاحب حال ٹورنٹو، کینیڈا نے مہیا کی ہے، جَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَآء۔

دعا کا تحفہ

طواف بیت اللہ کی دعا

حضرت عبد اللہ بن سائبؓ نے رسول اللہ ﷺ کو طواف بیت اللہ کے دوران یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ابوداؤد کتاب المناسک)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمیں اس دنیا میں بھی کامیابی دے اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا (مزدلفہ میں بھی یہی دُعا پڑھنے کا ذکر ملتا ہے)

(مناجات رسول از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق صفحہ 90 ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

تعلیمی اعزاز

• مکرم منصور احمد انجم۔ کیلگری کینیڈا سے یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی عزیزہ شمائلہ انجم کو یونیورسٹی آف آکسفورڈ سے Social and Economic History میں ایم ایس سی مکمل کرنے کے بعد University of Nottingham نے Russian History میں PhD کے لئے داخلہ اور Fully Funded International Scholarship کے ایوارڈ سے نوازا ہے۔ یہ بچی واقفہ نو ہے اور جماعت کے دو واقفین زندگی مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد مرحوم کی پوتی اور مکرم لطیف احمد شاہد کاہلوں مرحوم کی نواسی ہے۔ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے نیشنل شعبہ تعلیم سے منسلک ہے۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کا یہ تعلیمی اعزاز ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ دین و دنیا کی حسنات اسے نصیب ہوں۔ جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ اسے ایک مفید وجود بنائے اور مزید بابرکت کامیابیاں عطا کرے، آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد پیش ہے۔

درخواست دعا

• مکرم صفدر نذیر جاوید گولیکی یہ اعلان بھجواتے ہیں۔

قارئین الفضل کی خدمت میں اسیران راہ مولا کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ ہمارے محلے کے ایک مربی مکرم روحان احمد بھی دو سال سے زائد عرصہ سے جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد باعزت رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح جن بچوں کے امتحانات ہو رہے ہیں ان سب کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار کے داماد عزیزم محمد آصف خلیل بوجہ برین ہمبرج گزشتہ سال سے صاحب فراش چلے آرہے ہیں ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی بھی درخواست ہے۔

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے کچھ حصے

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

جملہ احباب کی نماز باجماعت کی ادائیگی کی طرف حضور انور کی خاص توجہ

حضور انور کے دورہ جرمنی کے دوران جو چیز بار بار دیکھنے کو ملتی ہے وہ حضور انور کی شدید خواہش کا اظہار ہے کہ جملہ احمدی احباب نماز باجماعت کی ادائیگی میں باقاعدہ ہوں۔ 4 جون کو (فیملیز کی) ملاقات کے اختتام پر حضور انور مسجد (بیت السبوح جرمنی) کی طرف تشریف لے گئے جہاں آپ نے تقریب آمین کی صدارت فرمائی۔ جس میں کئی خوش نصیب بچے شامل ہوئے۔ یہ تقریب ایک بج کر پچاس منٹ پر ختم ہوئی۔ مگر دو بجے سے پہلے نماز کا اہتمام نہ کیا گیا۔ مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی، اذان دی جا چکی تھی اور حضور انور آسانی سے نماز کی امامت کرواسکتے تھے تاکہ آپ اپنا قیمتی وقت بچا سکیں۔ تاہم آپ پورے دو بجے تک انتظار میں تشریف فرما رہے۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ جو کوئی بھی باجماعت نماز میں شامل ہو سکتا ہے ہو جائے اور نماز باجماعت سے محروم نہ رہے۔

موسم کی تبدیلی

موسم کے اعتبار سے ابتدائی چند دن نسبتاً گرمی تھی مگر اس مخصوص دن میں سارا دن بارش ہوتی رہی۔ تاہم ظہر اور عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد میں نے دیکھا کہ محترم امیر صاحب جرمنی نے حضور انور سے ذکر کیا کہ Wiesbaden میں موسم اور بھی خراب ہے۔ محترم امیر صاحب کو بہت فکر ہو رہی تھی۔ مگر نہایت اطمینان اور مسکراہٹ کے ساتھ حضور انور نے فرمایا 'فکر نہ کریں۔ میں نے کئی جگہ سنگ بنیاد اور دیگر تقریبات میں سخت برفباری میں بھی شمولیت کی ہے'۔ دوپہر تک موسم مزید خراب ہوتا گیا اور خود Wiesbaden سے بھی یہی رپورٹس موصول ہونے لگیں کہ موسلا دھار بارش ہوگی جو اس تقریب کی راہ میں شدید مشکلات حائل کرسکتی تھی۔

جب حضور انور شام کو چھ بجے اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے تو محترم امیر صاحب جرمنی نے پھر حضور انور کی خدمت میں موسم کی صورتحال پیش کی۔ اس کے جواب میں حضور انور نے پھر فرمایا 'کوئی مسئلہ نہیں۔ کوئی مسئلہ نہیں۔' حضور انور کے توکل علی اللہ کا ہمیشہ اظہار ہوتا رہتا ہے اور یہ موقع بھی اس کی ایک اور مثال تھی۔ Wiesbaden تک کے سفر میں ایک گھنٹہ سے کچھ کم وقت لگا اور اس سارے سفر کے دوران تیز بارش ہوتی رہی۔

حضور انور کو محترم امیر صاحب کو تسلی دیتے ہوئے دیکھنے اور سننے کے بعد مجھے اس تقریب کی کوئی فکر نہ تھی۔ تاہم مجھے ذاتی طور پر کچھ پریشانی تھی۔ کیونکہ میں صرف ایک suit جیکٹ لایا تھا اور میرا خیال تھا کہ اگر بارش ہوتی رہی تو اس دورے کے آغاز پر ہی اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ ایک معمولی سی بات تھی کیونکہ وہ جیکٹ زیادہ قیمتی نہ تھی۔

ہمارے پہنچنے سے پانچ منٹ قبل تک بارش ہوتی رہی پھر اچانک موسم نے ایسی کروٹ بدلی کہ موسم بالکل خشک ہوگیا اور نیلا آسمان نظر آنے لگا جس طرح (تیزی سے) ہمارے پہنچنے پر موسم بدلا اس کا مطلب یہی تھا جس کو میں نے اور دیگر احباب نے یوں محسوس کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نہایت واضح نشان ہے کہ اللہ کی تائید و نصرت اپنے خلیفہ کے ساتھ ہے۔

اللہ کے فضل سے دوران تقریب موسم خشک رہا۔ ایک موقع پر محترم امیر صاحب نے اپنے موبائل پر موسم کی ایپ کھولی اور بتایا کہ اس ایپ کے مطابق جس مقام پر ہم ہیں یہاں تیز اور طوفانی بارش ہے۔ لیکن حقیقت میں موسم بالکل خشک تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ایک احمدی کے گھر کی برجستہ زیارت

اپنی گاڑی کی طرف واپس جاتے ہوئے حضور انور نے local احمدی بچوں میں چاکلیٹس تقسیم فرمائیں۔ روانگی سے کچھ دیر پہلے محترم امیر صاحب جرمنی نے حضور انور کو بتایا کہ ایک احمدی نے مسجد کے بالکل قریب ہی ایک گھر خریدا ہے اور اس کی سمت میں اشارہ کیا۔ حضور انور نے استفسار فرمایا کہ اس گھر کا مالک کہاں ہے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ وہ اپنے گھر میں انتظار کر رہے ہیں۔ بلا تامل حضور انور نے اس سمت میں چلنا شروع کر دیا اور اس فیملی سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے باہر سے دیکھا کہ اس فیملی کے جملہ افراد بے حد خوش تھے کہ ان کے محبوب آقا نے انہیں یہ شرف بخشا ہے کہ ان کے گھر میں قدم رنجا فرمائے ہیں۔ ایک احمدی خاتون جو اس فیملی سے تعلق رکھتی تھیں ان کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو رواں تھے۔ حضور انور نے ان کے گھر میں چند منٹ قیام فرمایا جب حضور انور باہر تشریف لائے اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھے تو میں اس گھر کے مالک مکرم ضیاء الحق صاحب سے ملا جو ایک نوجوان احمدی دوست ہیں۔ وہ بھی بہت جذباتی ہو رہے تھے اور حضور انور کی بے انتہا شفقت اور محبت کے اظہار کی وجہ سے سکتہ میں تھے۔ بہتے ہوئے آنسوؤں سے مکرم ضیاء صاحب نے کہا کہ ''اس دنیا کے سب سے عظیم آدمی نے ابھی میرے گھر کو شرف بخشا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ یہ چند لمحات میری زندگی کی عظیم الشان لمحات تھے۔''

میں نے ضیاء صاحب کو مبارکباد دی اور ایک مرتبہ پھر یہ بات باور ہوئی کہ کس طرح حضور انور کے چند لمحات لوگوں کی زندگیوں کو ہمیشہ کے لیے بدل سکتے ہیں۔ بے شک ضیاء صاحب اور ان کی فیملی اس دن کو ہمیشہ یاد رکھیں گے اور اس شفقت کے سائبان کو بھی جو حضور انور کے ذریعہ ان پر سایہ فگن ہوا۔

جامعہ احمدیہ کے دو نوجوان طلباء سے ملاقات

ایک دن میں جامعہ احمدیہ جرمنی کے دو طلباء کے ساتھ بیٹھا جن میں سے ایک عزیزم سجیل احمد اور دوسرے عزیزم عطاء الکریم ہیں۔ جن کی عمر بیس سال ہے اور جامعہ احمدیہ کے پہلے سال میں زیر تعلیم ہیں۔

حضور انور کے بارے میں عزیز سجیل نے کہا کہ ''جب حضور انور یہاں (جرمنی) تشریف لاتے ہیں تو میں خود کو بہت بہتر پاتا ہوں۔ اور جب ہم آپ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے ہیں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ سجدہ کی حالت میں میری دعائیں زیادہ مخلصانہ اور دل کی گہرائی سے نکل رہی ہوتی ہیں۔ ایسی چیزوں کے بارے میں دعا کرتا ہوں جو اس سے قبل کبھی میرے ذہن میں داخل نہ ہوئی تھیں۔''

عزیزم عطاء الکریم نے بتایا کہ ''جب حضور انور یہاں تشریف لاتے ہیں تو ہمیں اس بات کا زیادہ خیال رہتا ہے کہ آپ کی ہمارے سے کیا توقعات ہیں اور ہماری سستی دور ہو جاتی ہے۔''

تین نو مبائعین حضور انور کے انتظار میں

بعد ازاں جمعہ کے دن شام کو میں نے تین نوجوانوں کو دیکھا جو بیت السبوح کی راہداری میں کھڑے تھے۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون احباب ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ تین مغربی ممالک سے تعلق رکھنے والے دوست ہیں جنہوں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی ہے۔

ان میں سے ایک سابق امریکن فوجی تھے جن کی عمر تیس سال تھی اور تعلق Texax سے تھا۔ انہوں نے عراق میں خدمت کی تھی اور اب ریٹائرڈ ہو چکے تھے اور جرمنی میں رہائش پذیر تھے۔ انہوں نے بطور مسلمان اپنا نام عیسیٰ اپنایا تھا۔

دوسرے دوست کا نام Paul تھا جن کے والدین میں سے ایک کا تعلق جرمنی سے جبکہ دوسرے کا تعلق امریکہ سے تھا اور ان کی عمر بائیس سال تھی۔

ایک تیسرے نو مبائع بھی تھے جنہوں نے اپنا نام اسلام قبول کرنے کے بعد تبدیل کر کے ابوحمزہ رکھ لیا تھا۔ حضور انور کے دفتر تشریف لانے کا وقت ہو چکا تھا اس لیے یہ تینوں نو مبائع احباب صف بندی کر کے کھڑے تھے تاکہ حضور انور کو اپنے پاس سے گزرتا ہوا دیکھ سکیں۔ جب وہ انتظار میں تھے تو میں نے ان سے گفتگو کی اور ان تینوں احباب نے اپنے قبول احمدیت کے بارے میں نہایت اخلاص سے بتایا۔

نو مبائعین کے حضور انور کے بارے میں تاثرات

عیسیٰ صاحب جو سابق امریکن فوجی تھے، بہت سادگی سے کہنے لگے کہ انہیں پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپ کی پیروی میں مسیح آئے گا اور یہ کہ وہ مسیح تشریف لا چکے ہیں۔ اس لیے یہ ان کا فرض تھا کہ انہیں قبول کرتے اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حضور انور کو گزرتے ہوئے دیکھنے کے بعد وہ کہنے لگے ''اگرچہ میں نے ابھی ابھی ایک لمحہ کے لیے خلیفہ کو دیکھا ہے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میں نے اس وجود کو دیکھا ہے۔ اگرچہ یہ بات عجیب لگے لیکن جیسا کہ میں اس کے بارے میں سوچتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں صرف ایک شخص ہے جس کے پاس radio ہے اور وہ خلیفہ ہیں۔ اس radio کے ذریعہ سے آپ خدا تعالیٰ سے گفتگو فرماتے ہیں اور یوں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم خلیفہ کی بات کو (غور سے) سنیں اور آپ کے پاس اکٹھے ہوں تا کہ ہم آپ کے ذریعے سے خدا کا پیغام سن سکیں۔''

میں ان کی اس تشبیہ کے بیان سے خوب محظوظ ہوا اور اس نے مجھے یاد دلایا کہ کس طرح ہم سب کا اس الٰہی نظام خلافت کو سمجھنے کا اپنا اپنا طریق ہے۔

ایک بہت دلچسپ خواب

ان تینوں نو مبائعین میں سے سب سے چھوٹے پال صاحب تھے جن کی عمر بائیس سال تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے

بقیہ صفحہ 12 پر

بزمِ ناصرات

واقعات حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ

الفضل آن لائن جماعت احمدیہ کے تمام طبقوں کی تعلیم و تربیت کے لیے سانجھا کردار ادا کرتا رہا ہے۔ اس مؤقر اخبار نے آغاز سے ہی جماعت کے تمام طبقوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے۔ آج کل پاکستان میں ذیلی تنظیموں کے تربیتی رسائل حکومت کی طرف سے جبری پابندیوں کی وجہ سے شائع نہیں ہو پا رہے۔ اس لیے روزنامہ الفضل آن لائن نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان ذیلی تنظیموں کے لیے مختلف فیچرز شروع کر رکھے ہیں۔ جیسے بچوں کے لیے اطفال کارنر، لجنہ ممبرات کے لیے ’’حدیقۃ النساء‘‘ اور اب ناصرات اور واقفات بچیوں کے لیے ’’بزم ناصرات‘‘ کے نام سے مکرمہ ثمرہ خالد آف جرمنی تربیتی پہلوؤں پر واقعات سے آغاز کرنے جارہی ہیں۔ جرمنی ہی سے ہماری ایک مستقل قاری، مضمون نگار نے بھی اس فیچر کے لیے تربیتی کہانیاں بھجوائی ہیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآء

اس فیچر کو کامیاب بنانے کے لیے قارئین سے جہاں دعاؤں کی درخواست ہے وہاں اس فیچر کے لیے اختصار سے لکھے گئے واقعات، کہانیاں اور مضامین بھجوانے کی بھی درخواست ہے۔

ابو سعید۔ ایڈیٹر

پیاری ناصرات! حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کا حافظہ بہت تیز تھا۔ آپ اکثر اپنے بچپن کے واقعات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اور اپنے بھائیوں وغیرہ کی مزے مزے کی باتیں اکثر سنایا کرتی تھیں۔

آپؓ بیان فرماتی ہیں میری عمر کے گیارہ سال اور 24 دن کل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ میں گزرے تھے اس عمر کے بچوں کو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ کچھ بچپن کی یادیں جو اکثر ذاتی باتیں ہیں لوگوں کے لئے معمولی مگر میرے لئے بیش بہا خزانہ ہیں۔ الحمدللہ جو بھی یاد ہے بہت صاف اور میرے دل پر نقش ہیں گویا اس وقت بھی دیکھ رہی ہوں، سن رہی ہوں۔ آپ کا بات کرنا آپ کا اٹھنا آپ کا بیٹھنا آپ کا سونا، سوتے میں کروٹ لینا، ٹہلنا، لکھنا غرض سب کچھ دل پر نقش ہے۔ حالانکہ پڑھنے میں بھی وقت گزرتا بڑا حصہ دن کا اور پھر کھیلنا بھی۔ مگر جب بھی موقعہ ہوتا، میں ضرور وہ وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس گزارنا پسند کرتی تھی۔ کاش کہ اور زیادہ موقع ملتا اکثر چھوٹی باتیں بھی آپ سے پوچھ لیتی۔

قوس اللہ

ایک شام آسمان پر ہلکے ہلکے ابر میں خوبصورت رنگ برنگ کی دھنک دیکھ کر ہم سب بچے خوش ہو رہے تھے آپ اس وقت صحن میں ٹہل رہے تھے جو بعد میں اُمّ ناصر کا صحن کہلاتا رہا ہے۔ میں نے کہا ’’یہ جو کمان ہے اس کو سب لوگ (پنجابی میں) مائی بڈھی کی پینگ کہتے ہیں اس کو عربی میں کیا کہتے ہیں؟‘‘ فرمایا۔ ’’اس کو عربی میں ’’قوسِ قزح‘‘ کہتے ہیں مگر تم اس کو ’’قوس اللہ‘‘ کہو نیز فرمایا کہ ۔۔۔قوسِ قزح کے معنی شیطان کی کمان کے ہیں۔ یہ بات مجھے ہمیشہ یاد رہی ہے۔

معجزانہ تاثیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان میں معجزانہ اثر تھا آپ نہ بات بات پر ٹوکتے نہ شوخیوں پر جھڑکنے لگتے بلکہ انتہائی نرمی سے فرماتے کہ یوں نہ کرو جس بات سے آپ نے منع کیا مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھول کر بھی وہ بات پھر کی ہو۔ وہ پیار بھری زبان معجز بیان کہ ایک بار کہا پھر عمر بھر کو اس بات سے طبیعت بیزار ہوگئی۔

نوک دار آلہ سے کھیلنے کی ممانعت

مجھے اور مبارک احمد کو قینچی سے کھیلتے دیکھ کر تنبیہہ فرمائی کیونکہ قینچی کی نوک اس وقت میں نے مبارک احمد کی طرف کر رکھی تھی فرمایا: ’’کبھی کوئی تیز چیز قینچی، چھری، چاقو اس کے تیز رخ سے کسی کی طرف نہ پکڑو اچانک لگ سکتی ہے۔ کسی کی آنکھ میں لگ جائے کوئی نقصان پہنچے تو اپنے دل کو بھی ہمیشہ پچھتاوا رہے گا اور دوسرے کو تکلیف یہ عمر بھر کو سبق ملا اور آج تک یاد ہے۔

اس بات سے بھی آپ نے روکا ہوا تھا کہ کبھی ڈھیلا پتھر کسی کی جانب نہ پھینکو کسی کے بھی جگہ لگ جائے کسی کی آنکھ پھوٹ جائے یا سر پھٹ جائے۔

اس کا ہمیشہ خیال رہتا تھا اور ہمیشہ بچوں کو اس امر پر روکا ٹوکا ہے۔

(ازمبارکہ کی کہانی مبارکہ کی زبانی صفحہ 1-4)

مرسلہ ثمرہ خالد۔ جرمنی

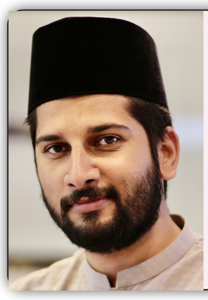

رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ الفضل آن لائن، لائبیریا

نیشنل مجلس شوریٰ لائبیریا 2022ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ لائبیریا کی چودھویں نیشنل مجلس شوریٰ مؤرخہ 29 مئی کو شاہ تاج احمدیہ ہائی سکول منرو ویہ میں کامیابی سے منعقد ہوئی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

نمائندگان شوریٰ کی آمد کا سلسلہ ایک روز قبل ہی شروع ہو گیا تھا تاہم بروز شوریٰ صبح 8 بجے ریجسٹریشن کا عمل شروع ہوا۔ جس کے بعد دن 11 بجے مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر و مشنری انچارج لائبیریا کی زیر صدارت شوریٰ کے پہلے اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم استاذ مرتضیٰ پاساوے صاحب کو حاصل ہوئی۔

افتتاحی خطاب میں مکرم امیر صاحب نے نظام شوریٰ کی تاریخ، اس کے اغراض و مقاصد اور برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے مثال دیتے ہوئے بیان کیا باوجودیکہ وہ نبی اللہ تھے، بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرماتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کی تلقین فرمائی۔

آج اسلامی اقدار کو ازسر نو زندہ کرنے اور اشاعت اسلام کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو سونپی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں شوریٰ کا نظام بڑی مضبوطی سے قائم ہے جسے امسال سو سال پورے ہو رہے ہیں۔

نظام شوریٰ کے پارلیمانی نظام سے مختلف ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ بعض اوقات سیاسی پارٹی کے لوگ ناچاہتے ہوئے بھی اپنے لیڈران کی غلط پالیسیز کا دفاع کرنے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن ہمارا ایجنڈا ایک ہی ہے کہ کس طرح ہم نے اپنے ملک میں جماعت احمدیہ کو مضبوط کرنا ہے اور اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔

امسال مجلس انصار اللہ لائبیریا کی طرف سے دو تجاویز دی گئیں تھیں جنہیں دعا کے معاً بعد مکرم محمد زکریا صاحب مبلغ نمبا کاؤنٹی نے مجلس شوریٰ میں پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تجاویز پر غور و خوض کے لئے سب کمیٹیاں تشکیل دیں۔ مکرم ناصر احمد کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ بومی کاؤنٹی، مکرم ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب (انچارج احمدیہ کلینک سِنکور) اور مکرم محمد جونز اینن صاحب نائب امیر اوّل صدور بنائے گئے۔

نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی اور کھانے سے فراغت کے بعد دوپہر ۲ بجے مکرم استاذ بلال شریف صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے دوسرے سیشن کا آغاز کیا۔ جس کے بعد سیکٹریانِ سب کمیٹی نے باری باری اپنی سفارشات پیش کیں اور دیگر نمائندگان بھی اپنی آراء پیش کرتے رہے۔

سفارشات مکمل ہونے پر مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے نیشنل مجلس عاملہ کا انتخاب کروایا۔ دوران انتخاب مکرم مشہود حسن خالد صاحب مبلغ سلسلہ معاونت کرتے رہے۔

اختتامی خطاب میں بھی مکرم امیر صاحب نے لوکل صدران کے طریقہ انتخاب پر تفصیلی ہدایات دیں جس میں خاص طور پر چندہ دہنگان کے انتخاب پر زور دیا۔ شام 5:30 بجے دعا سے مجلس شوریٰ اختتام پذیر ہوئی۔

لجنہ اماء اللہ کی نمائندگی کے ساتھ شوریٰ کی کل حاضری 147 رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔ اللہ تعالیٰ تمام نمائندگانِ شوریٰ کو حقیقی معنوں میں احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے پروگرام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جنید اسلم۔ طالب علم جامعہ احمدیہ کینیڈا

مساجد کی اہمیت اور امریکہ کی چند مساجد کا مختصر تعارف

مسجد کو دین اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ یہ خالق اور مخلوق کے درمیان رشتہ قائم کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔ انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس عمارت کا رخ کرتا ہے۔ خدائے واحد کی عبادت کے ساتھ مساجد تعلیمی، تربیتی اور معاشرتی سرگرمیوں کا مرکز بھی بنتی ہیں، جس کی وجہ سے یہ گھر امت کی وحدت کا ذریعہ بنتے ہیں۔ لغت میں اِس لفظ کی وضاحت اس طرح سے ہے: مَسْجَدٌ۔ (اسم) پیشانی کی وہ جگہ جس پر نشان سجدہ ہوتا ہے۔ مَسْجِدٌ۔ (اسم) اسلامی عبادت گاہ، باجماعت نماز کی جگہ۔

(https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur)

مسجد ایسی عمارت ہے جس کی تعمیر میں فخرِ رسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود حصہ لیا، اور اپنی امت کے لئے اس کا اجر و ثواب اس طرح بیان فرمایا: ’’عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: ’’مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا كَانَ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ‘‘

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے اللہ کے لیے کوئی مسجد بنائی، خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔‘‘

(سنن ترمذی۔کتاب الصلاۃ۔باب ما جاء فی فضل بنیان المسجد)

اسلام احمدیت کی ترقی و استحکام میں مساجد کو ایک غیر معمولی حیثیت حاصل ہے۔ مسجد وہ مقام ہے جہاں مومنین اللہ و رسول کے احکامات کے تابع خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور باجماعت نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور یوں اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں سے حصہ پاتے ہیں جن کا اس نے نماز باجماعت قائم کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔

دین اسلام کو از سر نَو سرسبز و شاداب کرنے اور شریعت اسلامیہ کو قائم کرنے کے لئے آخرین کے اس دور میں مسیح محمدی نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اور افراد جماعت کو بڑی شدت سے اس طرف توجہ دلائی کہ: ’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔۔۔غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیئے۔ جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے۔ اور جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93 ایڈیشن 1988ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ابتداء سے ہی مساجد کے قیام کی طرف خصوصی توجہ کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے اور خلافتِ احمدیہ کے زیر ہدایت و نگرانی باقاعدہ ایک سکیم کے طور پر مساجد کی تعمیر و توسیع کا کام منظم طور پر جاری ہے۔ اور خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں ان منصوبوں میں بہت سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے اور دنیا بھر میں مرکزی نظام کے تابع مساجد کی تعمیر کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ اور ان منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لئے مخلصین جماعت انتہائی ایثار کے ساتھ مال اور وقت کی قربانی کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ کا آغاز ایک سو ایک سال قبل اُس وقت ہوا جب حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ امریکہ کے پہلے مبلغ کے طور پر 26جنوری 1920ء کو انگلستان کی بندرگاہ ’’لیورپول‘‘ Liverpool سے عازم سفر ہوئے، اور مورخہ 15فروری 1920ء کو امریکہ کی بندرگاہ (Penn's Landing) فلاڈلفیا Philadelphia پر اترے۔ لیکن آپ کو ملک میں داخل ہونے سے روک دیا گیا، اور سمندر کے کنارے ایک مکان میں قید کر دیا گیا۔ اس محصور مبلغ اسلام نے اسیری میں بھی اپنے مقصد کو نہ بھلایا اور توفیق ایزدی سے دو ماہ میں پندرہ قیدیوں کو کلمہ شہادت پڑھا لیا۔ ادھر جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اس مبلغ کی اسیری کی اطلاع ملی تو آپ نے امریکی حکومت کو للکارتے ہوئے فرمایا: ’’امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اُس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا، اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا، کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے ارد گرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ روک نہیں سکے گا۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ‘‘ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی‘‘

(الفضل قادیان 15اپریل 1920ء صفحہ 12)

مئی 1920ء میں آپ کو قید سے آزاد کر کے ملک میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی، اور آپ نے نیویارک میں ایک مکان کرایہ پر لے کر جماعت احمدیہ مسلمہ کے مشن کی بنیاد رکھی۔ 1921ء میں آپ شکاگو منتقل ہوئے، اور باقاعدہ ایک عمارت خرید کر جماعت کا مرکز قائم کیا۔ 1950ء میں جماعت کا مرکز شکاگو سے واشنگٹن منتقل ہوا۔ اور آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور خلافت کی برکت سے امریکہ کی تمام ریاستوں کے بڑے بڑے شہروں میں جماعتیں قائم ہیں، اور جماعت کی 61مساجد ہیں۔ جن میں ’’مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ‘‘، ’’مسجد بیت الحمید کیلی فورنیا‘‘ اور ’’مسجد بیت السمیع ہیوسٹن‘‘ جیسی وسیع و عریض اور پرشکوہ مساجد شامل ہیں۔ جہاں سے خدائے واحد کے نام کی اذانیں دی جاتی ہیں۔

امریکہ کی چند مساجد کا تعارف

مسجد صادق، شکاگو

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ شکاگو آتے ہی جماعت احمدیہ کے لیے مسجد کے قیام کی کوششیں کرنے لگے اور اس کے لئے مرکز سلسلہ قادیان دارالامان میں بھی درخواست بھجوائی۔ آپ کی کوششوں کے تحت اور مقامی نو مبائعین کی اور مرکز کی مدد سے 1922ء میں واباش ایونیو پر ایک گھر خرید کر ’’المسجد‘‘ کے نام سے پہلی مسجد بنانے کی توفیق پائی۔ یہ مسجد اپنی گلی کے نام ’’واباش ایونیو‘‘ سے مشہور ہوگئی۔

مسجد صادق، شکاگو

1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ امریکہ تشریف لائے تو امیر صاحب امریکہ نے حضورؒ کو تجویز پیش کی کہ شکاگو کی مسجد کا محل وقوع اچھا نہیں ہے اور عمارت بھی خستہ ہو چکی ہے اس لئے اسے فروخت کر کے کسی اچھے علاقے میں مسجد بنالی جائے۔

حضورؒ نے فیصلہ کیا کہ موجودہ عمارت کو فروخت نہ کیا جائے بلکہ اس سے زیادہ بہتر انداز میں فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ 1980ء میں اس عمارت کے ساتھ ملحق دو پلاٹ خرید لیے گئے۔ گیارہ اکتوبر 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنے دورہ امریکہ کے دوران یہاں تشریف لائے۔ 1988ء میں باقاعدہ مسجد کی تعمیر نو کا منصوبہ بنایا گیا چنانچہ نئی مسجد کی تعمیر 1992ء میں شروع ہو کر 1994ء میں مکمل ہوئی اور اس نئی مسجد کا باقاعدہ افتتاح 23/ اکتوبر 1994ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کیا۔ ایک عرصے سے اس جگہ کا نام ’’مسجد الصادق‘‘ مشہور ہو گیا تھا اس لیے حضورؒ نے اس مسجد کا یہی نام قائم رکھا۔

اس مسجد کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کی لائبریری میں 1902ء سے لے کر اب تک ریویو آف ریلیجنز کے تمام شمارے ترتیب سے رکھے ہوئے موجود ہیں اور بھی کئی پرانی کتابیں اس لائبریری کی زینت ہیں۔

مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ

مسجد بیت الرحمٰن کو 1994ء سے جماعت احمدیہ امریکہ کی مرکزی مسجد کی حیثیت حاصل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے دورہ 1976ء کے دوران ہدایت فرمائی تھی کہ واشنگٹن کے گرد و نواح میں مرکز کے قیام کی غرض سے ایک وسیع زمین حاصل کی جائے۔ 1986ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت احمدیہ امریکہ کو اڑھائی ملین ڈالر کی رقم اکٹھی کر کے پانچ مساجد بنانے کا ارشاد فرمایا۔ 1986ء میں 7-8 ایکڑ پر مشتمل سلور سپرنگ میری لینڈ میں ایک زمین خریدی گئی اور 9۔اکتوبر 1987ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں مسجد کے پلان کی تشکیل میں یہ بات محسوس کی گئی کہ اس کی تعمیر کے لئے لگائے گئے اندازوں کی نسبت کافی زیادہ رقم کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے رقم اکٹھی کرنا شروع کر دی گئی۔ 1994ء میں بائیس ہزار مربع فٹ پر مشتمل مسجد کی تین منزلہ خوبصورت عمارت تیار ہوگئی۔ اس مسجد میں بیک وقت تیرہ سو سے زائد احباب کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مسجد کا نام ’’مسجد بیت الرحمٰن‘‘ رکھا۔ 14اکتوبر 1994ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی زمین میں ہی ایم ٹی اے امریکہ کا نشریاتی سٹیشن ’’مسرور ٹیلی پورٹ‘‘ بھی نصب ہے جہاں سے شمالی اور جنوبی براعظم امریکہ میں ایم ٹی اے کی نشریات بھیجی جاتی ہیں۔

مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ

مسجد مبارک، نارتھ ورجینیا

27 جون 2012ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک نارتھ ورجینیا میں تشریف لا کر بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرما کر اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی زمین کا رقبہ ساڑھے تین ایکڑ ہے۔ اس مسجد میں پانچ سو افراد کے لئے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ہال بھی ہے جسے مختلف امور کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں بھی اڑھائی سو افراد نماز بھی ادا کر سکتے ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر پر ساڑھے تین ملین ڈالر خرچ ہوا۔

(بحوالہ ماہنامہ النور امریکہ صد سالہ نمبر اپریل تا ستمبر 2020ء صفحہ 96)

مسجد مبارک، نارتھ ورجینیا

مسجد ہادی، ہیرس برگ

28 جون 2012ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پینسلوینیا کے مشہور شہر ہیرس برگ میں تشریف لائے اور مسجد ہادی کی بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرما کر اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی زمین کا رقبہ ڈیڑھ ایکڑ ہے جس پر دو منزلہ تعمیر شدہ عمارت ہے جس کا رقبہ پچیس ہزار مربع فٹ ہے۔ یہ ایک چرچ کی عمارت ہوتی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ہدایت فرمائی کہ مسجد کی تزئین کے لئے اس پر ایک گنبد بنایا جائے اور جو پہلے سے موجود مینار ہے اس کے چاروں کونوں پر چھوٹے مینار بنا دیے جائیں۔

(بحوالہ ماہنامہ النور امریکہ صد سالہ نمبر اپریل تا ستمبر 2020ء صفحہ 98)

مسجد ہادی، ہیرس برگ

مسجد بیت الناصر، کولمبس اوہائیو

کولمبس اوہائیو میں جماعت کا قیام 1980ء کے شروع میں ہوا۔ پہلے ایک مکان کرایہ پر لے کر مسجد کے طور پر استعمال کی جاتی تھی۔ 2001ء میں ایک 6.5 ایکڑ پہ مشتمل ایک زمین خریدی گئی جس پر ایک چرچ کی بلڈنگ بھی تھی۔ 2007ء میں چرچ کے کچھ فاصلے پر مسجد کی عمارت تعمیر کی گئی۔ محترم ڈاکٹر احسان ظفر صاحب (سابق) امیر جماعت امریکہ نے سنگ بنیاد رکھا۔ اس مسجد میں چھ سو افراد کی نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کے لئے صرف مقامی احمدیوں نے قربانی کی اور اس وقت کمانے والوں کی تعداد صرف 20 تھی جنہوں نے چار پانچ ماہ میں چھ لاکھ پچاس ہزار ڈالر اکٹھے کئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے 19۔ جون 2012ء کو مسجد کی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔

ان مساجد کے علاوہ ملک کے کئی مقامات پر مستقل عمارات اور کرائے کی عمارات حاصل کر کے انہیں مسجد اور جماعتی مراکز کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ افراد جماعت احمدیہ میں مساجد کے قیام کے جذبہ کو قائم رکھے اور اس میں برکت عطا فرمائے یہ مساجد نہ صرف ہمارے تزکیہ نفس کا باعث ہوں بلکہ ان کے ذریعے اسلام اور احمدیت کا پیغام تمام لوگوں تک پہنچے۔ آمین۔

مسجد بیت الناصر، کولمبس اوہائیو

ایڈیٹر کے نام خط

• مکرمہ ثمرہ خالد۔ جرمنی سے لکھتی ہیں۔

مورخہ 16 جون 2022ء کی اشاعت میں شائع کردہ آرٹیکل ہمارا ٹیگ ہماری پہچان احمدیت ہمیشہ کی طرح معلومات سے بھرپور اور تربیتی اعتبار سے ایک نئی جہت اور نیا رنگ لیے ہوئے تھا۔ یہ بات بجا ہے کہ احمدی اگر خدانخواستہ روحانی اعتبار سے کہیں کمزور بھی ہو تو اصولی اعتبار سے غیر احمدی مسلمان سے بہر حال بہت بہتر ہوتا ہے۔ اس بات کے معترف معترضین و مخالفین بھی ہوتے۔

یہاں تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنے زمانہ طالب علمی کا واقعہ بیان کرنا چاہوں گی۔ فرسٹ ائیر میں ہماری سائیکالوجی کی لیکچرار ہر موضوع پہ ڈسکشن کرتے ہوئے پڑھایا کرتی تھیں۔ ایک روز انہوں نے خاکسار کو علیحدہ بُلا کر پوچھا کہ ڈسکشن کے دوران آپ بہت زیادہ قرآن و حدیث کے تحت بات کرتی ہیں۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ کس فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ عاجزہ کے منہ سے بصد شکر دیے گئے جواب ''جماعت احمدیہ'' نے انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے عقائد کی بابت استفسار کیا اور یوں اس روز اور اس کے بعد بھی بارہا اس عاجزہ کو ناقص علم کے باوجود ان کے ساتھ تبلیغی گفتگو کی توفیق ملتی رہی۔ جماعتی کتب پڑھنے کو دیتی رہی۔ انہوں نے نہایت تاسف کے ساتھ اس بات کا اعتراف کیا کہ اس سے پہلے تک انہوں نے جو کچھ احمدیت کے متعلق سنا، وہ سب غلط تھا۔ اُن دنوں ہماری کالج لائبریری تشکیل دی جا رہی تھی۔ لائبریرین کی عدم موجودگی کے باعث کتابیں گم ہونے لگیں تو ان صاحبہ نے اس منی لائبریری کی ذمہ داری کے لیے دیگر فرقوں سے تعلق رکھنے والی کثیر التعداد مسلمان لڑکیوں کو چھوڑ کر اس عاجزہ کو منتخب کیا۔ اور یقیناً اس میں اِس بندی کا کوئی کمال نہ تھا۔ بلکہ یہ وہ اعزازات اور اعجازات ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو ہمیشہ ہی ملتے آئے اور ملتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان و بھارت میں رہنے والا ہر احمدی مرد و زن اس جیسے کئی واقعات اپنے سینوں میں محفوظ رکھے ہوئے ہو گا۔

آج میں اپنی ٹیچر کی باتوں کو یاد کر کے سوچتی ہوں کہ اگر ہم پیدائشی احمدی نہ ہوتے تو شاید آج ہم بھی عقل و شعور اور علم کے باوجود اُن ہی کی طرح مُلّاں کی بات پر آنکھ بند کر کے یقین کرتے ہوئے کٹھ پتلی کی سی زندگی گزار رہے ہوتے۔

میرے پیارے مولیٰ کا ہم پیدائشی احمدیوں پر یہ کس قدر عظیم احسان ہے جو یہ نعمت بن مانگے عطا کی۔ اللہ کرے کہ ہم اس نعمت کی عظمت کا ادراک کرتے ہوئے اپنی جبینیں بصد تشکر ہمیشہ سجدہ ریز رکھنے والے ہوں، آمین۔

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 51

نوٹ: آؤ! اردو سیکھیں کا فیچر، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے جاری ہے۔مغرب میں بسنے والے والدین اپنے بچوں کو اردو سکھلانے کے لئے اس فیچر کی طرف راغب رکھیں۔
(ایڈیٹر)

امدادی افعال Helping Verbs

آپ کو عنوان سے علم ہوگیا ہوگا کہ آج ہم ایسے الفاظ پر بحث کریں گے جو اصل فعل Verb کے ساتھ اس لئے آتے ہیں تا کہ وقت کا صحیح تعین کیا جاسکے، نیز یہ تعین کیا جاسکے کہ فاعل ایک ہے یا زائد To determine the number of Subject اسی طرح امدادی افعال کسی فاعل کی جنس کا تعین بھی کرتے ہیں یعنی کیا وہ مذکر ہے یا مؤنث Masculine or Feminine۔اسی طرح امدادی افعال فقرے کی نوعیت، اہمیت، کیفیت وغیرہ کا تعین بھی کرتے ہیں۔ اب اس تفصیلی تعریف کا مثالوں کے ذریعے جائزہ لینے سے پہلے اردو زبان میں استعمال ہونے والے امدادی افعال کی ایک فہرست مرتب کرتے ہیں۔

امدادی افعال

ہونا سے بننے والے امدادی افعال مندرجہ ذیل ہیں۔

ہے، ہیں، تھا، تھے، تھی، ہو، ہوا، ہوگا، ہوں گے، ہوں گی، ہوا ہے، ہوا تھا، ہوا ہوگا، ہوئی تھی، ہوئی تھیں، ہوئے تھے۔ وغیرہ

رہنا سے: رہی، رہا، رہے، رہو، رہیں وغیرہ۔

اردو زبان میں فعل Verb کی شکل بدل کر نئے معنی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ کسی فعل Verb کے ساتھ دوسرے افعال Verbs بطور امدادی افعال Helping Verbs استعمال کرکے نئے معنی پیدا کئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ زیادہ آسان اور ترقی یافتہ Advanced method ہے اور اس طرح امدادی افعال کی مدد سے بیشمار لطیف اور نازک Significant and multidimensional معنی پیدا ہوجاتے ہیں۔ اردو زبان میں امدادی افعال نے بڑی وسعت اور نزاکت wide range of meanings and signification پیدا کردی ہے۔

1۔ امدادی فعل: ہو۔ اس سے اکثر افعال Verbs بنتے ہیں۔ یہ ماضی ناتمام، تمام، احتمال، فعل حال کے مختلف اقسام اور مستقبل میں استعمال ہوتا ہے۔

ماضی: ہونا سے ہوا یا تھا۔ جیسے وہ ناراض ہوا۔ دفتر بند تھا۔
حال: ہونا سے ہے یا ہوتا ہے۔ جیسے وہ احمدی ہے۔ اتوار کو اسکول بند ہوتا ہے۔ مستقبل: ہونا سے ہوگا۔ وہ اسکول میں ہوگا۔

بعض مزید افعال کی مثال دیکھیں جو ہونا سے بنتے ہیں۔ آیا ہوتا، سنا ہوتا۔ جیسے: اگر وہ آیا ہوتا تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی۔ یہ زمانہ ماضی کی شرطیہ صورت میں آتا ہے۔ ماضی شرطیہ یہ ہے: اگر وہ آتا تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی۔ تو آیا ہوتا میں اس خیال یا دعوٰی کی تردید ہے کہ وہ آیا تھا۔ یعنی اس طرز گفتگو میں زیادہ زور پایا جاتا ہے۔

کیا ہو، سنا ہو: یہ بھی فعل ہونا سے بننے والے مزید انداز گفتگو ہیں۔ جیسے کہیں: تم نے کبھی اس کا نام سنا ہو ہے۔ دوسرا شخص اس کے جواب میں کہے ممکن ہے سنا ہو یا شاید سنا ہو مگر اب یاد نہیں۔ یا کہیں سنا ہوگا۔ اب ان دونوں جوابات میں سے جو پہلا جواب ہے کہ ممکن ہے سنا ہو۔ یہ صورت احتمال خفیف ہے۔ A lower possibility جبکہ دوسرا جواب کہ سنا ہوگا۔ نسبتاً زیادہ امکان ظاہر کرتا ہے۔ A higher possibility اسی طرح یہ سوال کہ کیا اس نے ایسا کیا ہوگا کے دو ممکنہ جوابات ہوسکتے ہیں۔ ممکن ہے اس نے ایسا کیا ہو۔ اور غالباً اس نے ایسا کیا ہوگا۔

آتا ہوتا، کرتا ہوتا: جیسے اگر وہ ایسا کرتا ہوتا تو اب تک نہ بچتا۔ یعنی وہ ایسا نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر وہ پڑھتا ہوتا تو آج کامیاب ہوتا۔ یہ بھی صورت شرطیہ ہے۔ Conditional case اور نفی عادت کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی پڑھنا اس کی عادت ہی نہیں تھی تو کامیاب کیسے ہوتا۔

2۔ بعض امدادی افعال کسی فعل کے معنوں کو مکمل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ جیسے: دینا، لینا، جانا، ڈالنا، پڑنا، رہنا۔

دینا: یہ ایک متعدی Transitive Verb کے ساتھ آتا ہے یا متعدی المتعدی یعنی Transitive to further Transitive Verb کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: سمجھا دینا، بتا دینا، نکال دینا، ہٹا دینا۔ بعض صورتوں میں اس میں جبر To force کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے: میں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اٹھا کے پھینک دیا، پٹک دیا۔ وغیرہ۔

لینا: اس میں فعل کے معنوں کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ فاعل کی قربت closeness، فائدہ، یا جانب داری ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے: بلا لینا (یعنی اپنے پاس بلالینا)، رکھ لینا (اپنے لئے یا اپنے پاس رکھ لینا)، اسی طرح سُن لینا، لے لینا، بچا لینا، دِکھا لینا۔ امدادی افعال Helping Verbs دینا اور لینا میں فرق یہ کہ لینا میں اپنا فائدہ یا قرب ظاہر ہوتا ہے اور دینا میں دوسرے کا فائدہ یا قربت ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی یہ ایک دوسرے کے برعکس معنی دیتے ہیں۔ معانی کہ اس فرق کے اظہار کے لئے مثال دیکھتے ہیں۔

میں نے اسے سمجھا لیا ہے۔ میں اسے سمجھا دیا ہے۔ پہلے جملے سے ظاہر ہے کہ میں نے اسے معاملہ اس طرح اسے سمجھایا ہے جس میں میرا فائدہ ہے۔ دوسرے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے جو کچھ سمجھایا گیا ہے وہ اسی کے فائدے کے لئے ہے۔ سادہ الفاظ میں لینا میں فعل Verb کا رخ فاعل subject کی طرف ہوتا ہے مگر دینا میں فعل کا رخ فاعل سے نکل کر مفعول Object کی جانب ہوتا ہے۔ جیسے: میں نے کتاب بیگ میں رکھ لی ہے۔ میں نے کتاب میز پر رکھ دی ہے۔ باقی آئندہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور جب وہ نصاریٰ کے فتنہ پر نظر کرتے تو ان کو نظر آتا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی آفت اور فتنہ اسلام کے لئے کبھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے ایسا خطرناک فتنہ کبھی نہیں اٹھا۔ فلسفیانہ رنگ میں الگ، طبعی رنگ میں الگ، مذہب پر زد ہے۔ ہر شخص جو کسی فن میں کسی علم میں کوئی دسترس رکھتا ہے وہ اسی پہلو سے اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مرد، عورتیں واعظ ہیں اور وہ مختلف تدابیر سے اسلام سے بیزاری پیدا کرنی چاہتے ہیں اور عیسائیت کی طرف لوگوں کو مائل کرتے ہیں۔ شفاخانوں میں جاؤ تو دیکھو گے کہ دوا کے ساتھ عیسوی دین کا وعظ ضرور کیا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بعض عورتیں یا بچے شفاخانے میں علاج کے لئے داخل ہوگئے ہیں اور پھر ان کا پتہ اس وقت تک نہیں ملا جب تک وہ عیسائی ظاہر نہیں کئے گئے۔ سادھوؤں کے رنگ میں وعظ کرتے ہیں۔ غرض کوئی طریقہ وسوسہ اندازی کا ایسا نہیں جو اس قوم نے اختیار نہ کیا ہو۔ اب اس فتنہ پر ان کی نگاہ ہوتی تو ان کو ماننا پڑتا کہ اس فتنہ کی اصلاح اور مدافعت کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے ضرور آنا چاہیے۔ اور پھر سلسلہ خلافت موسوی اور سلسلہ محمدی کی مشابہت پر نظر ہوتی تو ماننا پڑتا کہ اس وقت چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفاء ضرور آنا چاہیے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 247-248 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معانی

نصاریٰ: عیسائیت Christianity

فتنہ: سازش، منصوبہ بندی، فساد Conspiracy

نظر کرتے: تجزیہ کرتے، محسوس کرتے، سنجیدگی سے لیتے۔

نبوت کا سلسلہ: انسانوں میں انبیاء کا آنا، Historical point in time, when institution of prophethood was initiated

فلسفیانہ رنگ: فلسفیانہ انداز بحث، یعنی عام اور سادہ بات کو دلائل اور زبان دانی کے پیچ وخم کے ذریعے دلیل بنا کر دکھانا۔ Use of philosophical arguments to make things complicated and presenting them as very significant ideas.

طبعی رنگ: سائنسی علوم: فزکس، علوم فلکیات، اجرام فلکیات، مادے کی خصوصیات، وغیرہ کو مذہب کے خلاف استعمال کرنا۔ Physical and materialistic approach towards the divine concepts and beliefs to interpret them as false and unreasonable.

زد: حملہ

فن: مہارت، ہنر Skill, expertise

دسترس: Understanding علم ہونا

واعظ: مقرر، خطیب Lecturer

بیزاری پیدا کرنا: To cause frustration among Muslims through different strategies.

سادھوؤں کے رنگ میں: Talking in a very generalized way, falsely showing one's unbiased stance

وسوسہ اندازی: شکوک پیدا کرنے کی کوشش Skepticism

نوید احمد غفار

زلزلے کیسے آتے ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا (الزلزال:2)

اور جب زمین اپنے بھونچال سے جنبش دی جائے گی۔

(ترجمہ از خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ (الحج:2)

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً ساعت کا زلزلہ ایک بہت بڑی چیز ہوگی۔

(ترجمہ از خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو عظیم جماعتیں قتال کریں گی۔ان کے مابین بڑی قتل و غارت ہوگی اور ان دونوں کا ایک ہی دعویٰ ہوگا اور تیس دجال کذاب بھیجے جائیں گے وہ سب یہی دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔علم اٹھا لیا جائے گا اور زلزلے کثرت سے آئیں گے۔ زمانہ (قیامت کا وقت) قریب آجائے گا۔فتنے ظاہر ہوں گے، قتل زیادہ ہوں گے اور تم میں مال کی کثرت ہو جائے گی۔

(مشکوۃ المصابیح 5410)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ہمارے ملک شام میں ہمیں برکت دے، ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے۔صحابہؓ نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے اللہ! ہمارے ملک شام میں ہمیں برکت دے، ہمیں ہمارے یمن میں ہمیں برکت دے۔ صحابہؓ نے عرض کی اور ہمارے نجد میں؟ میرا گمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں شیطان کا سینگ طلوع ہو گا۔

(صحیح بخاری 7094)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔ پانچ زلزلوں کے آنے کی نسبت خدا تعالیٰ کی پیشگوئی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

''چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار''

اس وحی الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ محض اس عاجز کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے اور محض اس غرض سے کہ تا لوگ سمجھ لیں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ پانچ دہشت ناک زلزلے ایک دوسرے کے بعد کچھ کچھ فاصلے سے آئیں گے تا وہ میری سچائی کی گواہی دیں اور ہر ایک میں ان میں سے ایک ایسی چمک ہوگی کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آجائے گا۔ اور دلوں پر ان کا ایک خوفناک اثر پڑے گا اور وہ اپنی قوت اور شدت اور نقصان رسانی میں غیر معمولی ہوں گے۔ جن کے دیکھنے سے انسانوں کے ہوش جاتے رہیں گے۔ یہ سب کچھ خدا کی غیرت کرے گی۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 395)

سو ان میں سے اس ملک میں ایک طاعون اور دو سخت زلزلے آچکے جن کی پہلے سے میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی۔ مگر اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پانچ زلزلے اور آئیں گے۔ اور دنیا ان کی غیر معمولی چمک کو دیکھے گی اور ان پر ثابت کیا جائے گا کہ یہ خدا تعالیٰ کے نشان ہیں جو اس کے بندے مسیح موعود کے لئے ظاہر ہوئے۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 398)

4 اپریل 1905ء کے زلزلے کی پیش گوئی ایک برس پہلے میں نے اخباروں میں شائع کی تھی......سو اب مجھے اس بات کے لکھنے کی ضرورت نہیں کہ کس صفائی سے وہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ پھر بعد اس کے اسی اپریل کے مہینے میں یہ دوسری پیشگوئی خدا تعالیٰ کی وحی سے میں نے شائع کی تھی کہ جیسا کہ یہ زلزلہ 4 اپریل 1905ء کا موسم بہار میں آیا ایسا ہی ایک دوسرا زلزلہ موسم بہار میں ہی آئے گا اور اس سے پہلے نہیں آئے گا اور ضروری ہے کہ 25 فروری 1906ء تک وہ زلزلہ نہ آوے۔ سو گیارہ مہینے تک کوئی زلزلہ نہ آیا اور جب 25 فروری 1906ء گزر گئی تب 27 فروری 1906ء کی رات کو عین وسط بہار میں ایک بجے کے وقت ایسا سخت زلزلہ آیا کہ انگریزی اخبارات سول وغیرہ کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ یہ زلزلہ 4 اپریل 1905ء کے زلزلے کے برابر تھا۔ یہ وہی زلزلہ تھا جس کی نسبت گیارہ مہینے پہلے خدا تعالیٰ کی وحی نے یہ خبر دی تھی۔ کہ

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 402)

دنیا کی تاریخ حادثات اور قدرتی آفات سے بھری پڑی ہے ان میں سے بعض قدرتی آفتوں نے تو انسانی آبادی کے بڑے حصے کو دیکھتے ہی دیکھتے صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ حادثات اور قدرتی آفات میں زلزلے سے بڑھ کر کوئی دہشت ناک نہیں، اس لئے کہ یہ کسی پیشگی اطلاع کے بغیر ایک دم نازل ہوتا ہے۔ یوں ذہنی طور پر اس کا سامنا کرنے کی تیاری کا کسی کو بھی وقت نہیں ملتا۔ یوں بھی انسانی زندگی پر زلزلے کے اثرات دیگر قدرتی آفات مثلاً سیلاب، طوفان، وبائی بیماریوں اور جنگوں وغیرہ کے مقابلے میں کہیں زیادہ گہرے اور دیرپا ہوتے ہیں۔ زلزلوں کی ہلاکت خیزی بھی جنگوں اور وبائی امراض سے کہیں زیادہ ہے۔ نفسیاتی ماہرین کا تجزیہ ہے کہ زلزلے سے زندہ بچ جانے والے افراد پر برسوں شدید حزن و ملال، پژمردگی، خوف اور ڈراؤنے خواب مسلط رہتے ہیں۔ معلوم تاریخ کے مطالعے کے بعد ایک اندازہ لگایا گیا ہے اب تک آنے والے زلزلے آٹھ کروڑ انسانوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ مالی نقصانات کا تو شاید کوئی حساب ہی نہیں کیا جا سکتا۔

زلزلہ کیا ہے؟

زلزلے کا لفظ لاطینی ٹیرا یموٹس (حرکت میں آنے والی زمین) سے آیا ہے اسے زلزلہ بھی کہا جاتا ہے یہ زمین کے پرت کو اچانک حرکت دینے یا لرز اٹھنے والا عمل ہے جو زمین کے کسی حصے میں اندرونی مظاہر سے پیدا ہوتا ہے۔

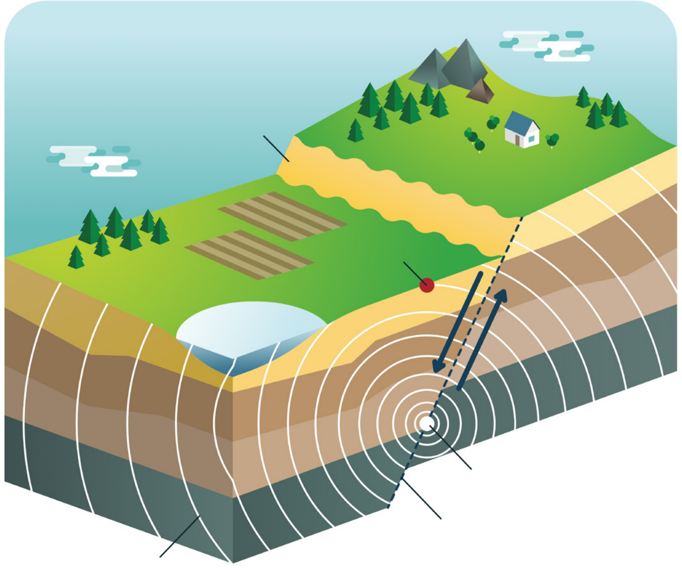

زلزلے کیسے آتے ہیں؟

زلزلہ قشر الارض سے توانائی کے اچانک اخراج کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے زلزلیاتی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ توانائی اکثر آتش فشانی لاوے کی شکل میں سطح زمین پر نمودار ہوتی ہے۔ اس توانائی (آتش فشانی لاوے) کے قوت اخراج سے قشر الارض کی ساختمانی تختیوں میں حرکت پذیری پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اپنے دوران حرکت یہ تختیاں آپس میں ٹکراتی ہیں جس کی وجہ سے سطح زمین کے اوپر جھٹکے یا tremours پیدا ہوتے ہیں۔ اور زلزلے رونما ہوتے ہیں۔

پیمائش کا آلہ

زلزلوں کی شدت کا اندازہ ریکٹر اسکیل پر زلزلہ پیما کے ریکارڈ سے لگایا جاتا ہے۔ جبکہ ظاہر ہونے والی تباہی کی شدت مرکلی اسکیل Mercally intensity scale سے ناپی جاتی ہے۔

پہلی قوموں میں زلزلوں کے متعلق روایات

صدیوں پہلے لوگ زلزلے کے بارے میں عجیب و غریب رائے رکھتے تھے مثلاً عیسائی پادریوں کا خیال تھا کہ زلزلے خدا کے باغی اور گنہگار انسانوں کے لیے اجتماعی سزا اور تنبیہ ہوتے ہیں۔ بعض قدیم اقوام سمجھتی تھیں مافوق الفطرت قوتوں کے مالک دیوہیکل درندے جو زمین کے اندر رہتے ہیں زلزلے پیدا کرتے ہیں۔ قدیم جاپانیوں کا عقیدہ تھا کہ ایک طویل القامت چھپکلی زمین کو اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے ہلنے سے زلزلے آتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی عقیدہ امریکی ریڈ انڈینز کا بھی تھا کہ زمین ایک بہت بڑے کچھوے کی پیٹھ پر دھری ہے اور کچھوے کے حرکت کرنے سے زلزلے آتے ہیں۔ سائبیریا کے قدیم باشندے زلزلے کی ذمہ داری ایک قوی الجثہ برفانی کتے کے سر تھوپتے ہیں۔ جو ان کے بقول جب اپنے بالوں سے برف جھاڑنے کے لیے جسم کو جھٹکے دیتا ہے تو زمین لرزنے لگتی ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ زمین ایک گائے کے سینگوں پر رکھی ہوئی ہے جب وہ سینگ تبدیل کرتی ہے تو زلزلے آتے ہیں۔ قدیم یونانی فلسفی اور ریاضی دان فیثا غورث کا خیال تھا کہ جب زمین کے اندر مردے آپس میں لڑتے ہیں تو زلزلے آتے ہیں۔ اس کے برعکس ارسطو کی توجیہ کسی حد تک سائنسی معلوم ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ جب زمین کے اندر گرم ہوا باہر نکلنے کی کوشش کرتی ہے تو زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔ افلاطون کا نظریہ بھی کچھ اسی قسم کا تھا کہ زیر زمین تیز و تند ہوائیں زلزلوں کو جنم دیتی ہیں۔ تقریباً 70 سال پہلے سائنسدانوں کا خیال تھا کہ زمین ٹھنڈی ہو رہی ہے اور اس عمل کے نتیجے میں اس کا غلاف کہیں کہیں چیخ جاتا ہے، جس سے زلزلے آتے ہیں۔ کچھ دوسرے سائنس دانوں کا کہنا تھا

کہ زمین کے اندرونی حصے میں آگ کا جہنم دھک رہا ہے اور اس بے پناہ حرارت کی وجہ سے زمین غبارہ کی طرح پھیلتی ہے۔ لیکن آج کا سب سے مقبول نظریہ پلیٹ ٹیکٹو نکس کا ہے جس کی معقولیت کو دنیا بھر کے جیولوجی اور سیسمولوجی کے ماہرین نے تسلیم کرلیا ہے۔

زمین کی پلیٹیں

زمین کی پلیٹیں کے نظریے کے مطابق زمین کی بالائی پرت اندرونی طور پر مختلف پلیٹوں میں منقسم ہے جب زمین کے اندرونی کرے میں موجود پگھلے ہوئے مادے جسے جیولوجی کی زبان میں میگما کہتے ہیں میں کرنٹ پیدا ہوتا ہے تو یہ پلیٹیں بھی اس کے جھٹکے سے یوں متحرک ہو جاتی ہے جیسے کنویئر بیلٹ پر رکھی ہوئی ہوں۔ میگما ان پلیٹوں کو کھسکانے میں ایندھن کا کام کرتا ہے۔ یہ پلیٹیں ایک دوسرے کی جانب سرکتی ہیں، اوپر، نیچے یا پہلو میں ہو جاتی ہیں یا پھر ان کا درمیانی فاصلہ بڑھ جاتا ہے۔ زلزلہ یا آتش فشانی عمل زیادہ تر ان علاقوں میں رونما ہوتا ہے جو ان پلیٹوں کے joint پر واقع ہیں۔

ارضی پلیٹوں کی حالت میں فوری تبدیلی سے سطح میں دراڑیں یا فالٹ پیدا ہوتے ہیں جن میں پیدا ہونے والے ارتعاش سے زلزلہ آتا ہے۔ زیر زمین جو مقام میگما کے دباؤ کا نشانہ بنتا ہے، اسے محور FOCUS اور اس کے عین اوپر کے مقام کو جہاں اس جھٹکے کے فوری اثرات پڑتے ہیں زلزلے کا مرکز epicentre کہا جاتا ہے۔ زلزلے کی لہریں پانی میں پتھر گرنے سے پیدا ہونے والی لہروں کی طرح دائرے کی شکل میں چاروں جانب یلغار کرتی ہیں۔ ان سے ہونے والی تباہی کا تعلق جھٹکوں کی ریکٹرا سکیل پر شدت، فالٹ یا دراڑوں کی نوعیت، زمین کی ساخت اور تعمیرات کے معیار پر ہوتا ہے۔ اگر زلزلہ زمین کی تہہ میں آئے تو اس سے پیدا ہونے والی بلند موجیں پوری رفتار کے ساتھ چاروں طرف چلتی ہیں اور ساحلی علاقوں میں سخت تباہی پھیلاتی ہیں۔

زلزلوں کی اقسام اور پلیٹوں کی حرکت

زلزلے دو قسم کے ہوتے ہیں، قدرتی وجوہات کی وجہ سے آنے والے زلزلوں کو ٹیکٹو نک زلزلے کہا جاتا ہے۔ جبکہ انسانی سرگرمیوں کی وجہ سے آنے والے زلزلے نان ٹیکٹو نک کہلاتے ہیں۔ ٹیکٹو نک زلزلے انتہائی شدت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ جبکہ نان ٹیکٹو نک عام طور پر معمولی شدت کے ہی ہوتی ہیں۔ ایک ہی زلزلے کا مختلف علاقوں پر اثر مختلف ہوسکتا ہے۔ چنانچہ کسی خطے میں تو بہت زیادہ تباہی ہو جاتی ہے لیکن دوسرے علاقے محفوظ رہتے ہیں۔ زلزلے کی لہریں 25 ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پھیلتی ہیں۔ نرم مٹی اور ریت کے علاقے میں یہ نہایت تباہ کن ثابت ہوتی ہیں۔ ان کی شدت کا اندازہ ریکٹرا سکیل پر زلزلہ پیما کے ریکارڈ سے لگایا جاتا ہے۔ جبکہ ظاہر ہونے والی تباہی کی شدت مرکلی اسکیل mercally intensity scale سے ناپی جاتی ہے۔ زلزلے سمندر کی تہ میں موجود زمینی سطح پر بھی پیدا ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ زیادہ تر زلزلے سمندر کی تہہ میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔ بحری زلزلوں یعنی سونامی سے سمندر میں وسیع لہریں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو ایک سو میل سے لے کر 200 میل تک کی لمبائی تک پھیل جاتی ہیں، جبکہ ان کی اونچائی 40 فٹ تک ہوتی ہے۔ یہ لہریں ساحل پر پہنچتی ہیں تو ساحل سے گزر کر خشکی کی جانب سیلاب کی طرح داخل ہو جاتی ہیں اور بے پناہ تباہی و بربادی پھیلا دیتی ہیں۔

جب زمین کی پلیٹ جو تہہ در تہہ مٹی، پتھر اور چٹانوں پر مشتمل ہوتی ہے، کسی ارضیاتی دباؤ کا شکار ہو کر ٹوٹتی یا اپنی جگہ چھوڑتی ہے تو سطح زمین پر زلزلے کی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ لہریں دائروں کی صورت میں ہر سمت پھیل جاتی ہیں۔ جہاں پلیٹ میں حرکت کا مرکز واقعہ ہوتا ہے وہ hypo centre کہلاتا ہے۔ اس کے عین اوپر سطح زمین پر زلزلے کا مرکز epicentre کہلاتا ہے۔ یہ لہریں نظر تو نہیں آتیں لیکن ان کی وجہ سے سطح زمین پر موجود ہر شے ڈولنے لگتی ہے۔

زلزلوں کے لحاظ سے دنیا کی تقسیم

دنیا کے وہ خطے جہاں زلزلے زیادہ پیدا ہوتے ہیں، بنیادی طور پر 3 پٹیوں belts میں واقع ہیں۔ پہلی پٹی جو مشرق کی جانب ہمالیہ کے پہاڑوں سے ملی ہوئی ہے، انڈیا اور پاکستان کے شمالی علاقوں میں ہمالیہ کے پہاڑوں سے ہوتی ہوئی افغانستان، ایران اور پھر ترکی سے گزرتی ہوئی براعظم یورپ اور یوگوسلاویہ سے فرانس تک یعنی کوہ ایلپس تک پہنچ گئی ہے۔ دوسری پٹی براعظم شمالی امریکہ کے مغربی کنارے پر واقعہ الاسکا کے پہاڑی سلسلے سے شروع ہو کر جنوب کی طرف Rocky Mountains کو شامل کرتے ہوئے میکسیکو سے گزر کر براعظم جنوبی امریکہ کے مغربی حصے میں واقع ممالک کولمبیا، ایکواڈور اور پیرو سے ہوتی ہوئی چلی تک پہنچ جاتی ہے۔ جبکہ تیسری پٹی براعظم ایشیا کے مشرق پر موجود جاپان سے شروع ہو کر تائیوان سے گزرتی ہوئی جنوب میں واقع جزائر فلپائن، برونائی، ملائیشیا اور انڈونیشیا تک پہنچ جاتی ہے۔ دنیا میں 50 فیصد زلزلے کوہ ہمالیہ، روکیز ماؤنٹین اور کوہ اینڈیز میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ تینوں پہاڑی سلسلے اوپر بیان کردہ پٹیوں ہی میں واقع ہیں۔ تقریباً 40 فیصد زلزلے براعظموں کے ساحلی علاقوں اور ان کے قرب و جوار میں پیدا ہوتے ہیں۔ جبکہ بقیہ دس فیصد زلزلے دنیا کے ایسے علاقوں میں جو نہ تو پہاڑی ہیں اور نہ ساحلی ہیں، رونما ہوتے ہیں۔

سالانہ زلزلوں کا تناسب

کیفیت	شدت میگنیٹیوڈ	ہر سال آنے والے زلزلوں کی تعداد میگنیٹیوڈ کیفیت
صرف سیسمو گراف محسوس کرتا ہے۔	2.0 سے کم	6 لاکھ سے زائد
انسان محسوس نہیں کر پاتا۔	2.0 سے 2.9	3 لاکھ
ارتعاش محسوس کرتا ہے۔	3.0 سے 3.9	49 ہزار
ہلکی توڑ پھوڑ ہوتی ہے۔	4.0 سے 4.9	6 ہزار
کھڑکیوں کے شیشوں پر اثر انداز ہوتا ہے پلستر اکھڑ جاتا ہے۔	5.0 سے 5.9	1 ہزار
دیواروں میں دراڑیں پڑ جاتی ہے۔ تہ عمارتیں ڈھے جاتی ہیں۔	6.0 سے 6.9	120
کئی عمارتیں تباہ ہو جاتی ہیں، ڈیم کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔	7.0 سے 7.9	18
پورا شہر ملیا میٹ ہو جاتا ہے۔ پہاڑوں کی چٹانیں ٹوٹ کر گرتی ہیں۔	8.0 سے زیادہ	1

(Earthquake and urban environment vol.1 G.lennis berlin, 1980)

زلزلہ کی عمومی اصطلاحات

زلزلہ کی صورت میں لیٹ جانا (DROP)، ڈھک لینا COVER اور پکڑے رہنا HOLD ON کو یاد رکھیں۔ فرش پر لیٹ جائیں اور چھپنے کے لئے کسی چیز کے نیچے رہیں اور اسے اس وقت تک پکڑے رہیں جب تک زلزلہ رک نہ جائے۔

(ماخوذ از ویکیپیڈیا)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

مالی مشکلات سے نجات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ خاکسار اور مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کو قادیان دار الامان میں اکٹھا رہنے کا موقع ملا۔ ایک دن دوران گفتگو میں نے عرض کیا کہ آپ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی خاص واقعہ بتائیں۔حضرت مولوی صاحب نے حضرت اقدس کی خاص برکات کا ایک واقعہ سنایا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں ایک عرصہ تک مالی مشکلات میں مبتلا رہا اور کئی ہزار روپے کا مقروض ہوگیا۔ میں نے مالی مشکلات سے گھبرا کر بے چینی کی حالت میں حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور نہایت عاجزی سے اپنی مالی مشکلات کے ازالہ کیلئے درخواست دعا کی۔ اس پر حضور اقدس نے فرمایا میاں عبد اللہ ہم بھی انشاءاللہ آپکے لئے دعا کریں گے لیکن آپ اس طرح کریں کہ فرضوں کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم کا وظیفہ جاری رکھیں۔

چنانچہ حضور اقدس کے ارشاد کے مطابق میں نے کچھ عرصہ اس وظیفہ کو جاری رکھا اور خود حضور نے بھی دعا فرمائی خدا کے فضل سے تھوڑے ہی عرصہ میں میرا سب قرض اتر گیا اس کے بعد جب کبھی بھی مجھے مالی پریشانی ہوتی ہے تو میں یہی وظیفہ کرتا ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کشائش کے سامان پیدا فرما دیتا۔ یہ وظیفہ میں نے بار بار پڑھا ہے۔ اور اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب کی یہ بات سن کر میں نے عرض کیا کہ سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام تو اب وصال فرما چکے ہیں اگر حضور اس دنیا میں ہوتے تو آپ کی طرح حضور سے اس وظیفہ کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اٹھاتے۔ کیا اب یہ ممکن ہے کہ ہم بھی اس وظیفہ سے کسی صورت میں آپ سے اجازت حاصل کر کے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اب تک اور کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ لیکن آپ کی خواہش پر آپ کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس بابرکت وظیفہ کی مجھے اجازت فرمائی۔ خاکسار بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہے۔ لہذا میں ہر اس احمدی کو جو میری اس تحریر سے آگاہ ہو سکے اور اس وظیفہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے اپنی طرف سے اس وظیفہ کی اجازت دیتا ہوں۔

(حیات قدسی، حصہ سوم صفحہ 80-81)

اعلان نکاح

• مکرمہ درثمین احمد۔ جرمنی سے یہ اعلان بھجواتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ 10 جون 2022ء کو نور مسجد فرنیکفرٹ میں خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم فائق احمد ابن مکرم چوہدری ظہور احمد کا نکاح عزیزہ باسلہ تنویر بنت مکرم تنویر احمد ناصر آف جرمنی سے مبلغ دس ہزار یورو حق مہر پر قرار پایا۔ مکرم حمزہ نصیر احمد مربی سلسلہ نے نکاح کا اعلان کیا اور دعا کروائی۔ دونوں بچے ماشاءاللہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔عزیزم فائق احمد حضرت حسین بی بی چوہدرانیؓ آف سعد اللہ پور کا پڑپوتا اور حضرت بھائی محمود احمدؓ آف ڈنگہ کا پڑنواسہ ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ نکاح اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے طرفین کے لیے نسل در نسل بابرکت فرمائے، آمین۔

ادارہ کی جانب سے طرفین کو مبارکباد ہو۔

بقیہ: ڈائری عابد خان سے کچھ حصے...... از صفحہ 5

از صفحہ 5

انہیں خواب کے ذریعہ احمدیت کی طرف ہدایت دی ہے۔ اپنے تجربات کا بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا' میں نے بطور catholic پرورش پائی مگر کبھی بھی دل کا سکون محسوس نہیں کیا۔ اتفاق سے ایک دن مجھے احمدیہ لٹریچر ملا اور جب میں نے اس کو پڑھا تو مجھے ایسے لگا کہ وہ علم وحکمت سے پُر ہے۔ یوں میں نے خود جماعت احمدیہ Frankfurt سے رابطہ کیا۔ میں احمدیہ کتب پڑھتا رہا اور قرآن کریم بھی پڑھنا شروع کر دیا۔

ایک دن میں سورۃ البقرۃ پڑھ رہا تھا اور اس کو پڑھتے پڑھتے مجھے نیند آ گئی اور یوں میں نے ایک نہایت واضح اور پُر ہیبت خواب دیکھی جس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک کمرے میں ہوں اور اگرچہ میں مسقّف حصہ میں ہوں ہر طرف گرج اور چمک ہے۔

یہاں سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے جو سیڑھیوں کی طرف سے ہے اور سیڑھیوں کے اوپر سے مجھے نہایت خوبصورت عربی الفاظ پر شوکت اور واضح تلاوت کی آواز سنائی دی اور مجھے علم تھا کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں۔ یوں یہ خواب ختم ہوئی اور میں بیدار ہوا تو میں جانتا تھا کہ یہ ایک نشان ہے کہ مجھے اسلام قبول کرنا چاہیے۔ جس دن سے میں نے احمدیت قبول کی ہے میری زندگی پوری طرح بدل گئی ہے اور اب میں اس سکون کو محسوس کر سکتا ہوں جس کی ساری زندگی میں نے تلاش اور جستجو کی ہے۔

(دورہ حضور انور جرمنی جون 2014ء حصہ اول)

ایک سبق آموز بات

کہا جاتا ہے کہ جس طرح اُبلتے ہوئے پانی میں آپ اپنا عکس نہیں دیکھ سکتے، اسی طرح سخت غصہ کی حالت میں آپ حق کو نہیں پہچان سکتے۔ اس لئے ہمیں مستقل اس کوشش میں رہنا چاہئے کہ جب بھی ہمیں غصہ آئے ہم اسے دبا کر پی جائیں۔ اور یہی نشانی اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی بیان فرمائی ہے:۔ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ (اٰل عمران:135)

قاسم محمود۔ اسلام آباد، برطانیہ

فقہی کارنر

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:38) یعنی دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے گوشت اور خون سچی قربانی نہیں جس جگہ عام جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 424)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

7/جولائی 2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:17	19:07
مدینہ منورہ	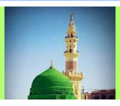	04:08	19:14
قادیان		03:50	19:38
ربوہ		03:31	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:27	21:19